

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ



# ایض صفا کے آئینے میرے

نظر ثانی

محمد عظیم حاصل پوری

تالیف

مازاحق صدیقی

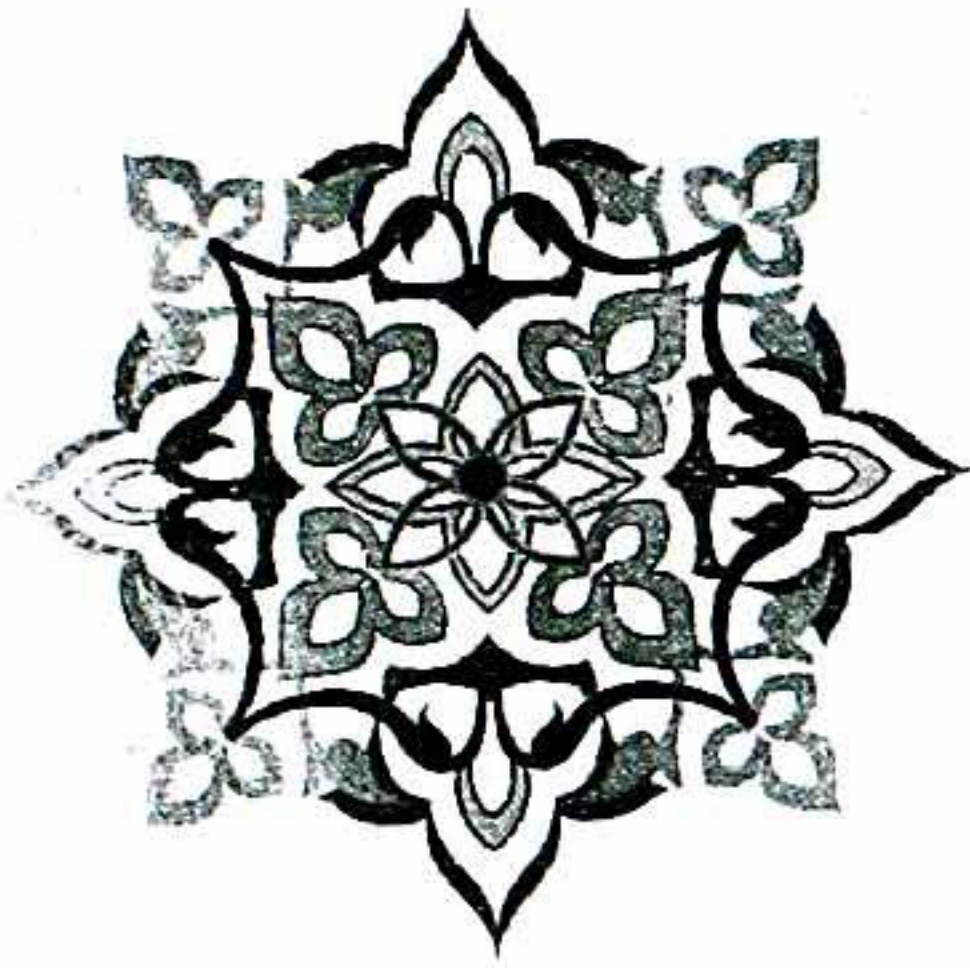


297-9921

م ۵۳۵

۱۵۸۵۰۵

● جملہ حقوق بحق صبح روشن محفوظ ہیں



اہتمام :	عبدالوارث ساجد
نام کتاب :	عِبْرَاتُ اَیْنِ صِفَاتِ كِے آئینے میں
تالیف :	اعجاز الحق صدیقی
اشاعت :	جون 2012
قیمت :	190/- روپے

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز پاکستان  
مسلم سنٹر چیئرمین روضہ اردو بازار لاہور  
042-37360665, 0300-4516709



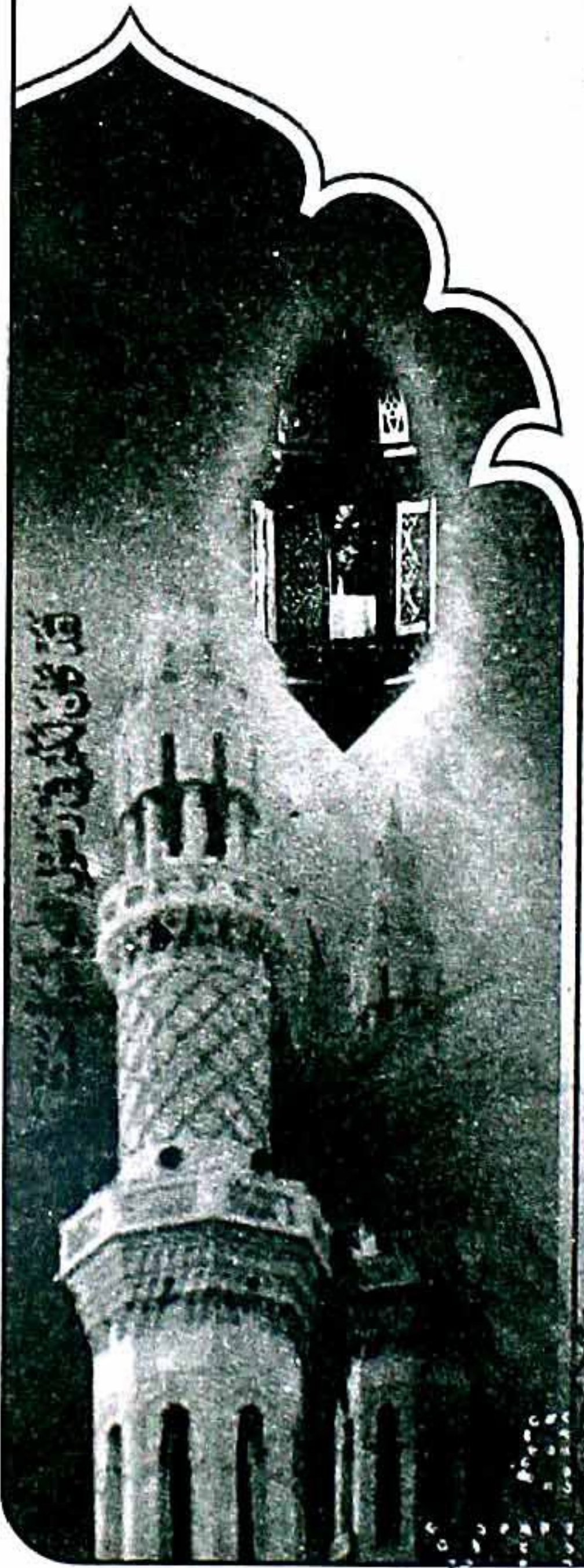
مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ



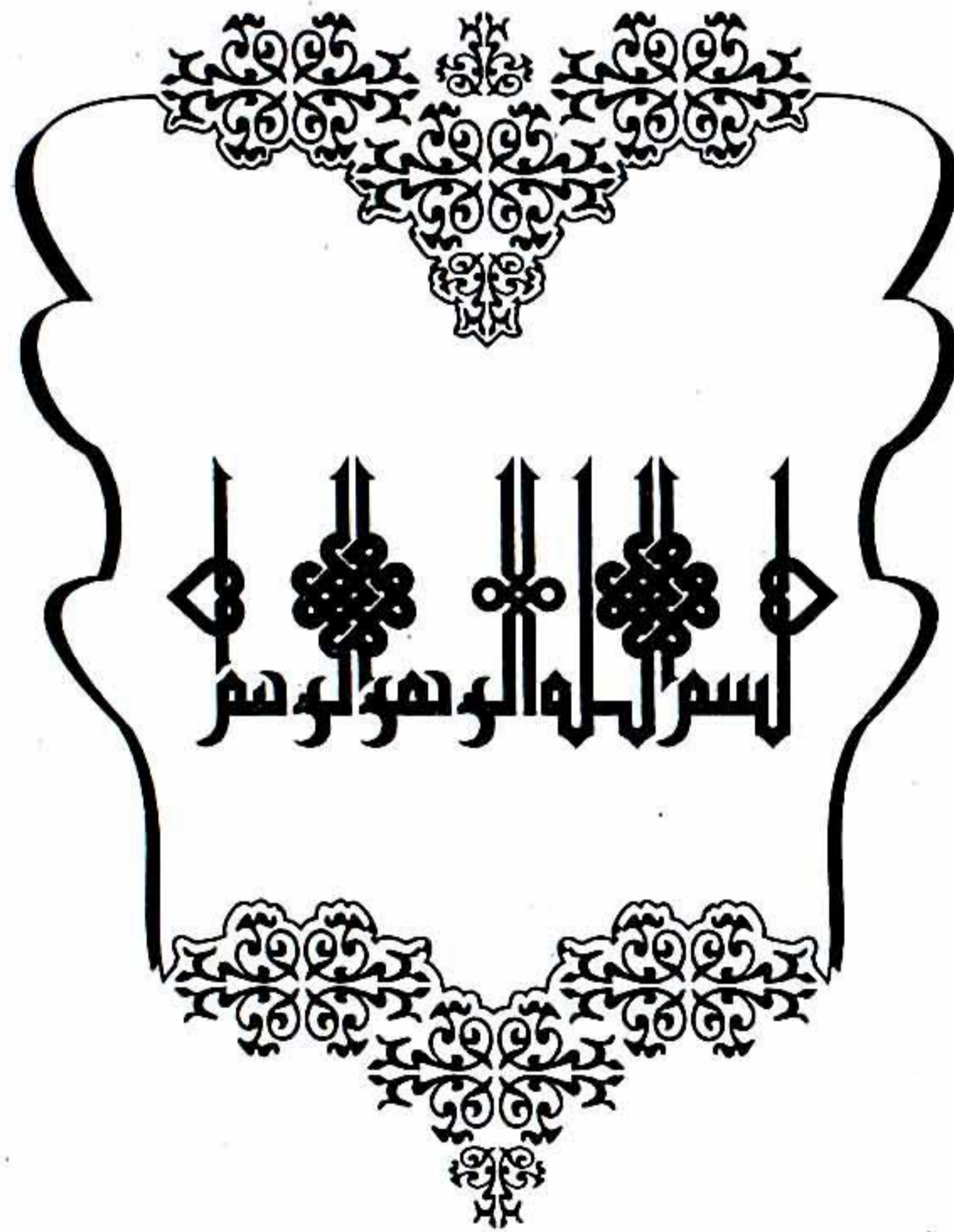
# ایض صفا کے آئینے میں

تالیف: اعجاز الحق صدیقی  
تعمیر: محمد عظیم حاصل پوری

ضیاء روشن



صفا بی



## فہرست مضامین

صفحہ نمبر

مضامین

- 13 ..... عرض مولف ❀
- 15 ..... فضائل محمد ﷺ ❀
- 15 ..... آپ ﷺ کیسے تھے؟ ❀
- 15 ..... پتھروں کا سلام پانے والے ❀
- 16 ..... آپ ﷺ کا پسینہ بہترین خوشبو ❀
- 17 ..... تیس جوانوں کی طاقت رکھنے والے ❀
- 17 ..... شجاعت والے ❀
- 18 ..... دنیا کے بہترین سردار ❀
- 19 ..... آپ ﷺ سچے نبی ہیں ❀
- 20 ..... حضور برکت والے ❀
- 20 ..... معجزات والے ❀
- 22 ..... چرواہے نے محمد ﷺ کو دودھ دوہتے دیکھا تو مسلمان ہو گیا ❀
- 23 ..... ام معبد بنتی بنتی کی بکری اور رسول اللہ ﷺ ❀
- 25 ..... محمد ﷺ اپنی صفات کے آئینے میں ❀
- 25 ..... اچھے نام و نسب والے ❀
- 26 ..... پاک سینے والے ❀
- 26 ..... بہتر سونچنے والے ❀

## مضامین

صفحہ نمبر

- 28 ..... جنگِ فجار میں حصہ لینے والے ❀
- 28 ..... حلفِ الفضول میں شامل ہونے والے ❀
- 29 ..... سفرِ تجارت کرنے والے ❀
- 29 ..... امانتِ دیانت والے ❀
- 30 ..... محمد ﷺ بکریاں چرانے والے ❀
- 30 ..... غیر اللہ کا ذبیحہ کھانے سے انکار کرنے والے ❀
- 31 ..... کوہِ صفا پر چڑھ کر اعلانیہ دعوت دینے والے ❀
- 32 ..... فرشتوں کا دفاع پانے والے ❀
- 33 ..... تعمیرِ کعبہ میں شرکت کرنے والے ❀
- 34 ..... غارِ حراء میں اللہ کی عبادت کرنے والے ❀
- 35 ..... نبوت کا تاج پہننے والے ❀
- 38 ..... دعوتِ الی اللہ کا اعلان کرنے والے ❀
- 38 ..... منڈیوں اور میلوں میں تبلیغ کرنے والے ❀
- 39 ..... توحید کی دعوت دینے والے ❀
- 39 ..... پہاڑ کی گھاٹیوں میں نماز پڑھنے والے ❀
- 40 ..... مشکلات برداشت کرنے والے ❀
- 40 ..... معراج کرنے والے ❀
- 41 ..... سدرۃ المنتہیٰ تک جانے والے ❀
- 42 ..... عقیدہ کی اصلاح کرنے والے ❀
- 42 ..... غارِ ثور میں قیام کرنے والے ❀
- 44 ..... الصادق الامین کا لقب پانے والے ❀
- 44 ..... نکاح کرنے والے ❀

صفحہ نمبر

مضامین

مدنی زندگی

- 47 ..... ہجرت کرنے والے
- 47 ..... سخت محنت کرنے والے
- 48 ..... مہاجرین و انصار کو بھائی بنانے والے
- 50 ..... قیصر شاہ روم کے نام خط لکھنے والے
- 50 ..... نجاشی کو خط لکھنے والے
- 51 ..... بنام کسریٰ خط لکھنے والے
- 51 ..... بنام حارث بن ابی شمر غسانی
- 52 ..... ہوزہ بن علی حنفی سردار یمامہ کو خط لکھنے والے
- 52 ..... مقوقس شاہ مصر کے نام خط لکھنے والے
- 52 ..... منذر بن ساویٰ عبدی کو خط لکھنے والے
- 53 ..... جلندی کے بیٹوں جعفر اور عبد کو خط لکھنے والے
- 53 ..... آداب نبویہ ﷺ
- 54 ..... بچوں پر شفقت کرنے والے
- 54 ..... پڑوسیوں کا احترام کرنے والے
- 54 ..... ماں باپ کا احترام کرنے والے
- 55 ..... سادہ لباس اور بستر والے
- 57 ..... حسد و بغض نہ کرنے والے
- 57 ..... کنجوسی نہ کرنے والے
- 58 ..... بیویوں کے درمیان عدل کرنے والے
- 58 ..... قناعت پسندی کرنے والے
- 59 ..... خوراک کو تکلف سے پاک رکھنے والے
- 60

## مضامین

صفحہ نمبر

- 61 ..... ماں کا احترام کرنے والے -
- 61 ..... جانی دشمنوں سے حسن سلوک کرنے والے
- 62 ..... بیٹوں سے محبت کرنے والے -
- 63 ..... مریض کی عیادت کرنے والے
- 64 ..... طالب علموں سے محبت کرنے والے
- 65 ..... طہارت حاصل کرنے والے
- 65 ..... عاجزی انکساری کرنے والے
- 66 ..... غصہ نہ کرنے والے
- 67 ..... جانوروں کے حقوق کا خیال کرنے والے
- 68 ..... مریضوں کا خیال رکھنے والے
- 69 ..... غلاموں پر شفقت کرنے والے
- 70 ..... صلہ رحمی کرنے والے
- 71 ..... گھر والوں کو پردے کا حکم دینے والے
- 72 ..... حیا والے
- 73 ..... بزرگوں کا احترام کرنے والے
- 73 ..... اپنے ولیمہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو شریک کرنے والے
- 74 ..... اجتماعی کاموں میں مشاورت کرنے والے
- 75 ..... بیٹیوں سے پیار کرنے والے -
- 76 ..... اپنے آنسو بہانے والے
- 77 ..... صبر و تحمل والے
- 77 ..... اپنی ذات پر فکر کرنے سے منع کرنے والے
- 78 ..... صدقہ نہ کھانے والے



صفحہ نمبر

مضامین

- 78 ..... باکمال سخی
- 79 ..... باکمال اخلاق والے
- 79 ..... فخر و تکبر کی مذمت کرنے والے
- 80 ..... علم کی فضیلت بیان کرنے والے
- 81 ..... حسن اخلاق والے
- 81 ..... حسن ظن رکھنے والے
- 82 ..... اللہ کا ذکر کرنے والے
- 83 ..... عفو و درگزر کرنے والے
- 84 ..... مسلمان کی عزت کا خیال رکھنے والے
- 84 ..... بزرگوں کا احترام سیکھانے والے
- 84 ..... خادموں اور غلاموں کا خیال رکھنے والے
- 85 ..... مظلوموں کی مدد کرنے والے
- 86 ..... اچھے اخلاق کی تلقین کرنے والے
- 86 ..... تکبر سے دوری کی نصیحت کرنے والے
- 87 ..... گالی گلوچ سے منع کرنے والے
- 88 ..... طعنہ دینے سے روکنے والے
- 89 ..... عبادات نبویہ ﷺ
- 89 ..... نبی کریم ﷺ کا وضوء
- 90 ..... وضوء سے فراغت کے بعد کی دعائیں
- 91 ..... نبی کریم ﷺ کی نماز
- 92 ..... سینے پر ہاتھ باندھنے والے
- 93 ..... نماز میں سورۃ الفاتحہ پڑھنے والے
- 93 ..... آمین کہنے والے

صفحہ نمبر	مضامین
93	سجده شکر کرنے والے
94	سجده سہو کرنے والے
94	حالت سجده میں دعا کرنے والے
94	فوت شدہ نمازوں کی قضائی دینے والے
95	نماز تراویح پڑھنے والے
95	نماز وتر پڑھنے والے
96	نماز استسقاء پڑھنے والے
96	نماز جمعہ پڑھنے والے
97	قیام اللیل کرنے والے
97	قنوت نازلہ کرنے والے
97	حج کرنے والے
98	تلبیہ پکارنے والے
98	رکن یمانی پر دعا کرنے والے
99	میقات میں قیام کرنے والے
99	بیت اللہ کی عظمت کے لیے دعا کرنے والے
99	بیت اللہ سے بتوں کو نکالنے والے
100	خطبہ حجۃ الوداع دینے والے
102	روزہ رکھنے والے
102	رسول اللہ ﷺ کی افطاری
102	اعتکاف کرنے والے
102	عیدین منانے والے
103	قربانی کرنے والے

## مضامین

103 عید کے دن آپ کا معمول

103 آپ ﷺ کی قربانی کے جانور

105 غزوات و سرایا نبویہ ﷺ

105 امیر کی اطاعت کا حکم دینے والے

103 جنگی تلواروں والے

107 غزوات میں شرکت کرنے والے

110 مال غنیمت تقسیم کرنے والے

110 فتح کے لیے دعا کرنے والے

111 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا لشکر خیبر کی طرف بھیجنے والے

111 پرچم جہاد داما کو دینے والے

113 عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے والے

113 سپہ سالاروں کو وصیت کرنے والے

114 فتح مکہ کے دن خطبہ دینے والے

116 آخری ایام

116 آخری باتیں

116 آخری نماز

117 رفیق اعلیٰ سے ملاقات

چند  
کلمہ  
پہ  
نہ  
لکھ  
ان کی  
معلومات

## تقدیم

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَالصَّلَاةُ  
وَالسَّلَامُ عَلَى أَشْرَفِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ، أَمَّا بَعْدُ:

سیرت النبی ﷺ ایک ایسا موضوع ہے جس پر قلم اٹھانا ہر مصنف باعث سعادت سمجھتا ہے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ ایسی عظیم ہستی جس کو اللہ رب العالمین نے خاتم الانبیاء، امام الانبیاء جیسے عظیم القابات سے نوازا ہے اور آپ ﷺ کے ہر ہر فعل اور قول کو محفوظ رکھنے کا اہتمام فرما دیا ہے اور آئی زندگی جو ہمارے لیے اسوہ حسنہ قرار دی گئی ہے۔

سیرت النبی ﷺ پر بہت سی کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ حتیٰ کہ غیر مسلم بھی لکھنے پر اور عظیم انسانوں میں سب سے پہلے نمبر پر آپ ﷺ کو ذکر کرنے پر مجبور ہوئے۔ ہر لکھنے والا اپنے انداز سے سیرت کے موتیوں کو ایک کتابی شکل میں سجانا باعث سعادت سمجھتا ہے ہر سیرت النبی پر نئی تحریر ایک نایاب ہیرے کی طرح سامنے آتی ہے اسی طرح عزیزم اعجاز الحق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ”محمد ﷺ اپنی صفات کے آئینہ میں“ ایک مختصر کتابچہ لکھ کر سیرت نگاروں کی لسٹ میں اپنا نام شامل کروانے کی مبارک سعی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی یہ کوشش قبول فرمائے ان کو مزید لکھنے کی توفیق سے نوازے۔ آمین

مولانا محمد عظیم حاصل پوری رحمۃ اللہ علیہ کی راہنمائی اور کوشش سے کئی ایک طلبہ مختلف عنوانات پر مقالات لکھنے میں کامیاب ہوئے ہیں اور الحمد للہ یہ کتابچے ہر اسلامی کتب

خانے پر دستیاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ مولانا محمد عظیم حاصل پوری رحمۃ اللہ علیہ کی تمام حسنات کو قبول فرما کر انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔ اسے پرنٹ کرنے کی سعادت صبح روشن کے چیئر مین عبدالوارث رحمۃ اللہ علیہ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی محنتوں کو قبول فرمائے۔ آمین!

رحمت اللہ شاہ  
مدرس مسجد مکرم  
ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

## فضائل محمد ﷺ

آپ ﷺ کیسے تھے؟

چمکتا رنگ، تابناک چہرہ، خوبصورت ساخت، سرگیں آنکھیں، لمبی پلکیں، بھاری آواز، لمبی گردن، سفید وسیاہ آنکھیں، درمیانہ قد، رفقاء کی بات توجہ سے سنتے اگر آپ ﷺ حکم دیں تو وہ لپک کر بجالاتے ہیں مطاع و مکرم، نہ ترش رو، نہ لغو گو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ آپ ﷺ کا قدمبارک درمیانہ تھارنگ گورا گلابی، ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں پر گوشت زیادہ تھا آپ ﷺ چلتے ہوئے اس طرح معلوم ہوتے کہ آپ ﷺ کسی ڈھلوان پر چل رہے ہیں۔ آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ آپ ﷺ خاتم النبیین تھے، سب سے زیادہ جرأت مند، سب سے زیادہ صادق اللہجہ۔ سب سے زیادہ عہد و پیمان کے پابند و وفا، اور سب سے زیادہ نرم طبیعت اور سب سے زیادہ شریف، اور جو آپ ﷺ کو اچانک دیکھتا ہیبت زدہ ہو جاتا۔ آپ ﷺ کا وصف بیان کرنے والا یہی کہے گا کہ میں نے آپ ﷺ سے پہلے اور بعد آپ ﷺ جیسا نہیں دیکھا۔

پتھروں کا سلام پانے والے

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[إِنِّي لَأَعْرِفُ حَجْرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ

① الرحیق المختوم و سیرت ابن ہشام (۴۰۲، ۴۰۱/۱)

أُبْعَثَ إِنِّي لِأَعْرِفُهُ الْآنَ.]

”میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مکہ میں ہے وہ مجھے نبوت سے پہلے سلام کیا کرتا تھا۔ میں اس کو اب بھی پہچانتا ہوں۔“

آپ ﷺ کا پسینہ بہترین خوشبو

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے اور آرام فرمانے لگے۔ آپ ﷺ کو پسینہ آیا میری ماں ایک شیشی لائی اور آپ ﷺ کا پسینہ پونچھ کر اس میں ڈالنے لگی آپ ﷺ کی آنکھ کھل گئی آپ ﷺ نے پوچھا:

[يَا أُمَّ سُلَيْمٍ! مَا هَذَا الَّذِي تَصْنَعِينَ؟] قَالَتْ هَذَا

عَرَقُكَ نَجَعَلُهُ فِي طَيْبِنَا وَهُوَ مِنْ أَطْيَبِ الطَّيْبِ.]

”اے ام سلیم یہ کیا کر رہی ہو؟ وہ بولی آپ ﷺ کا پسینہ ہے جسے جمع کر رہی ہوں جس کو ہم اپنی خوشبو میں شامل کرتے ہیں اور وہ سب سے بڑھ کر عمدہ خوشبو ہے۔“

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

”آپ ﷺ کسی راستے تشریف لے جاتے اور پھر آپ ﷺ کے بعد کوئی اور گزرتا تو آپ ﷺ کے جسم یا پسینہ کی خوشبو کی وجہ سے جان جاتا کہ آپ ﷺ یہاں سے تشریف لے گئے ہیں۔ اور آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی جو کبوتر کے انڈے کے برابر تھی۔“

① مسلم، الفضائل، باب فضل نسب النبی ﷺ ----- (۲۲۷۷)

② مسلم، فضائل النبی ﷺ، باب طیب عرق النبی ﷺ

③ مختصر شمائل الترمذی للألبانی (ص ۲۲) وطبقات ابن سعد (۲۳۰/۱) والحاکم (۱۱، ۹/۳)



## تیس جوانوں کی طاقت رکھنے والے

رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت تھی کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے تیس آدمیوں کی قوت عطاء فرمائی تھی اس کی دلیل حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

[يَدُورُ عَلَى نِسَائِهِ فِي السَّاعَةِ الْوَاحِدَةِ مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَهِنَّ إِحْدَى عَشْرَةَ. قَالَ قُلْتُ لِأَنْسٍ أَوْ كَانَ يُطِيقُهُ قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهُ أُعْطِيَ قُوَّةَ ثَلَاثِينَ.]

”رات یا دن میں بیک وقت اپنی تمام بیویوں کے پاس جاتے تھے وہ گیارہ عورتیں تھیں راوی حدیث قتادة نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ اتنی طاقت رکھتے تھے۔ انہوں نے بتایا ہم باتیں کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کو تیس مردوں کی قوت دی گئی ہے۔“

## شجاعت والے

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ اچھے اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔

[وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَيْلَةَ فَخَرَجُوا نَحْوَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ وَقَدِ اسْتَبْرَأَ الْخَبَرَ.]

مدینہ والوں میں گھبراہٹ پھیلی تو لوگ آواز کی جانب نکل بھاگے راتے میں انھیں رسول اللہ ﷺ ملے آپ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ننگی پشت پر سوار تھے اور آواز والی جگہ کا معائنہ کر کے واپس آ رہے تھے۔ گلے میں تلوار جمائل تھی اور فرما رہے تھے۔ مت گھبراؤ مت گھبراؤ پھر گھوڑے کے بارے میں فرمایا: بھئی یہ تو سمندر کی چال چلتا ہے۔ یا یہ کہا ہمیں تو یہ سمندر

① صحیح بخاری الغسل باب إذا جامع ثم عاد... (۲۶۸)

معلوم ہوا ہے۔“

## دنیا کے بہترین سردار

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ عشاء کی نماز پڑھی اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر بطحاء کی طرف نکل گئے وہاں پہنچ کر انہیں بٹھایا اور ان کے گرد ایک خط (لکیر) کھینچ کر فرمایا تم اس خط سے باہر نہ نکلنا۔ تمہارے پاس کچھ لوگ آئیں گے تم ان سے بات نہ کرنا (اگر تم نہیں کرو گے) تو وہ بھی تم سے بات نہیں کریں گے۔ پھر آپ ﷺ نے جہاں کا ارادہ کیا تھا۔ چلے گئے میں وہیں بیٹھا ہوا تھا کہ میرے پاس کچھ لوگ (یعنی جن) آئے گویا کہ وہ جاٹ ہیں۔ ان کے بال اور بدن نہ تو میں ننگے دیکھتا تھا اور نہ ہی ڈھکے ہوئے۔ وہ میرے طرف آئے لیکن اس خط (لکیر) سے تجاوز نہ کر سکتے۔ پھر نبی اکرم ﷺ کی طرف جاتے۔ یہاں تک کہ رات کا آخری حصہ ہو گیا۔ پھر نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا میں پوری رات نہیں سو سکا۔ پھر میری طرف خط میں داخل ہوئے اور میری ران کو تکیہ بنا کر لیٹ گئے آپ ﷺ جب سوتے تو خراٹے لینے لگتے میں اسی حال میں تھا اور نبی اکرم ﷺ میری ران پر سر رکھے سو رہے تھے کہ کچھ لوگ آئے جنہوں نے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ ان کے حسن و جمال کو اللہ ہی جانتا ہے۔ وہ لوگ مجھ تک آئے پھر ایک آپ ﷺ کے سرہانے بیٹھ گیا اور دوسرا آپ ﷺ کے پاؤں کے پاس۔

[ثُمَّ قَالُوا بَيْنَهُمْ مَا رَأَيْنَا عَبْدًا قَطُّ أُوتِيَ مِثْلَ مَا أُوتِيَ

① صحیح بخاری، الجهاد والسير، باب الحمائل و تعليق السيف بالعنق (۲۹۰۸)

هَذَا النَّبِيُّ إِنَّ عَيْنَيْهِ تَنَامَانِ وَقَلْبُهُ يَقْظَانُ اضْرِبُوا لَهُ  
مَثَلًا مَثَلُ سَيِّدِ بَنِي قَصْرًا ثُمَّ جَعَلَ مَأْدُبَةً.]

پھر کہنے لگے ہم کوئی بندہ ایسا نہیں دیکھا جسے وہ کچھ دیا گیا ہو۔ جو اس  
نبی ﷺ کو عطاء کیا گیا ہے۔ ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل جاگتا رہتا  
ہے۔ ان کے لیے مثال بیان کرو۔ ان کی مثال ایک سردار جیسی ہے جس  
نے محل بنایا اور اس میں دسترخوان لگوا کر لوگوں کو کھانے پینے کے لیے بلایا۔  
پھر جس نے اس کی دعوت قبول کی اس نے کھایا پیا اور جس نے دعوت قبول  
نہیں کی اس نے اسے سزا دی یا فرمایا عذاب دیا۔ پھر وہ لوگ اٹھ گئے اور  
نبی اکرم ﷺ جاگ گئے۔

اور فرمایا تم نے سنا ان لوگوں نے کیا کہا۔ جانتے ہو یہ کون تھے؟ میں نے  
عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ  
فرشتے تھے۔ جو مثال انہوں نے بیان کی جانتے ہو وہ کیا ہے؟ میں نے  
عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:  
انہوں نے جو مثال بیان کی وہ یہ ہے کہ رحمان نے جنت بنائی اور لوگوں کو  
بلایا۔ جس نے اس کی دعوت قبول کی وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جس نے

انکار کیا اسے عذاب دیا۔“ ﴿۱۹﴾

آپ ﷺ سچے نبی ہیں

یہود آپ ﷺ کے اوصاف حمیدہ، اخلاق حسنہ اور جملہ کمالات سے آپ ﷺ کی  
نبوت کو پہچانتے تھے لیکن حسد و بغض کی بناء پر ایمان لانے کیلئے تیار نہ تھے اللہ تعالیٰ  
قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿۱﴾ جامع ترمذی، الامثال، باب ماجاء فی مثل اللہ لعبادہ (۲۸۶۱) والدارمی (۷/۱)

﴿يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ﴾

”وہ آپ کو اس طرح پہچانتے تھے جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔“

آپ کا چچا ابوطالب جس نے ہمیشہ آپ کا دفاع کیا آپ سے تعاون و ہمدردی کا اظہار کیا، دل سے نبوت کی تصدیق بھی کی لیکن زبان نے کلمہ شہادت نہ پڑھا، جب نبی ﷺ نے اپنے چچا کو دعوت دی، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھنے کو کہا تو ابوطالب نے کہا:

[لَوْلَا أَنْ تُعَيِّرَنِي قُرَيْشٌ يَقُولُونَ إِنَّمَا حَمَلَهُ عَلَىٰ ذَلِكِ الْجَزَعُ لَأَقْرَرْتُ بِهَا عَيْنَكَ.]

”بھتیجے! اگر قریش کی طعنہ زنی کا ڈر نہ ہوتا کہ وہ کہیں گے کہ گبھراہٹ نے

ابوطالب کو لا الہ الا اللہ کہنے پر مجبور کر دیا تو میں یہ کلمہ پڑھ کر تیری

آنکھیں ضرور ٹھنڈی کرتا۔“

### حضور برکت والے

نفسیہ بنت النبیؐ بنت منیبہ جو یعلیٰ بن منیبہ کی بہن تھیں۔ کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ جب پچیس برس کے ہوئے مکے میں اس وقت تک آپ امین کے نام سے موسوم تھے۔ اور یہ نام اس لیے مشہور تھا کہ نیک خصلتیں آپ کی ذات میں حد کمال کو پہنچیں ہوئی تھیں۔

### معجزات والے

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ”مکہ مکرمہ کے بعض سردار جن میں ولید بن مغیرہ، ابو جہل بن ہشام، عاص بن وائل، اسود بن عبدالمطلب، نضر بن حارث شامل تھے، رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کرنے لگے کہ ہمیں کوئی معجزہ دکھاؤ۔ اگر تم سچے ہو تو ہمیں چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھاؤ۔ ایک ٹکڑا جبل ابی قیس پر ہو تو دوسرا جبل قعیقان پر“ نبی کریم ﷺ نے پوچھا: ”اگر میں تمہارا یہ مطالبہ پورا کر دوں تو کیا تم ایمان لے آؤ گے؟“ وہ بولے:

① مسلم، الایمان، باب الدلیل علی صحۃ اسلام من حضرہ الموت (۲۴)

② طبقات ابن سعد (۱/۱۷۳)

”بالکل!“ یہ چودھویں کی رات تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے رب کریم سے دعا کی کہ وہ ان کا مطالبہ پورا فرمادے۔ آپ ﷺ کی دعا سے فی الواقع چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک ٹکڑا ابو قیس پہاڑ پر نظر آ رہا تھا اور دوسرا قعقعان پہاڑ پر۔ رسول اللہ ﷺ نے بلند آواز سے فرمایا: ”گواہ رہو۔ گواہ رہو۔“

کفار نے دیکھا تو آنکھیں ملنے لگے کہ شاید ہماری نگاہوں کو دھوکہ ہوا ہے، پھر دوبارہ دیکھا، تب بھی چاند اسی طرح دو نیم نظر آیا۔ وہ دوبارہ آنکھیں ملنے لگے اور پھر دیکھا تب بھی دو ٹکڑے صاف نظر آ رہے تھے۔ آخر کار کہنے لگے: ”محمد (ﷺ) نے ہماری آنکھوں پر جادو کر دیا ہے۔“ پھر ایک دوسرے سے کہنے لگے: ”محمد (ﷺ) نے ہم پر جادو کر دیا ہے مگر وہ سب لوگوں پر تو جادو نہیں کر سکتا۔ ارد گرد سے آنے والے لوگوں کا انتظار کرو۔ اگر وہ بتائیں کہ انہوں نے بھی چاند کے دو ٹکڑے دیکھے ہیں تو پھر محمد سچا ﷺ ہیں۔“ پھر وہ آنے والے قافلوں سے تحقیق کرنے لگے۔ سب نے یہی بتایا کہ ہم نے بھی چاند کے دو ٹکڑے دیکھے ہیں۔ لیکن یہ بدنصیب انہیں بھی جھوٹا کہنے لگے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

﴿ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ ۝۱ وَ اِنْ يَّرَوْا آيَةً يُعْرَضُوا وَ يَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَبْرَهُ ۝۲ وَ كَذَّبُوا وَ اتَّبَعُوا اَهْوَاءَهُمْ وَ كُلُّ امْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ۝۳ ﴾ [القمر: 1-3]

”قیامت قریب آگئی اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور اگر وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ موڑ لیتے اور کہتے ہیں کہ یہ بڑا مضبوط جادو ہے اور انہوں نے (آنکھوں دیکھی چیز کی) تکذیب کی اور اپنی خواہشات کے پیچھے لگے اور ہر کام ٹھہرا ہوا ہے (اس کا وقت مقرر ہے۔)“

① صحیح البخاری، مناقب الأنصار، باب انشقاق القمر (۳۸۶۸) (۳۶۳۶) ومسلم (۲۸۰۲)

چرواہے نے محمد ﷺ کو دودھ دوہتے دیکھا تو مسلمان ہو گیا

حضرت قیس بن نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ چھپتے چھپاتے ہجرت کر کے مدینہ کی طرف جا رہے تھے تو ایک غلام کے پاس سے گزر رہا۔

جو بکریوں کا چرواہا تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے دودھ مانگا تو وہ چرواہا کہنے لگا: ”میرے پاس تو کوئی بکری نہیں جس کا دودھ دوہا جائے۔ ہاں! البتہ یہ ایک اونٹنی ہے سردیوں کے آغاز پر حاملہ ہوئی تھی اور پھر اس نے حمل گرا دیا اور دودھ اسکے تھنوں میں بھی نہیں۔“

آپ ﷺ نے چرواہے کو کہا ان باتوں کو چھوڑو تم یہی اونٹنی لے آؤ۔ آپ نے اونٹنی کو باندھا پھر اپنا مبارک ہاتھ اس کے تھن کو لگایا دعا کی اور اونٹنی نے دودھ اُتار دیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو آواز دی، برتن لاؤ۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ فوراً برتن لے آئے آپ ﷺ اونٹنی کا دودھ دوہنے لگ گئے۔ دودھ دوہنے کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کہا! اے ابو بکر رضی اللہ عنہ دودھ پیو۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دودھ کو خوب سیر ہو کر پیا پھر آپ ﷺ دودھ دوہنے لگے دودھ دوہنے کے بعد آپ ﷺ نے خود دودھ پیا۔ یہ منظر دیکھ کر چرواہے سے رہانہ گیا وہ بول اٹھا:

چرواہا: ”تجھے اللہ کی قسم! بتاؤ تو کون ہے؟ اللہ کی قسم میں نے آپ جیسا بندہ زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔“

رسول کریم ﷺ: ”کیا تو وعدہ کرتا ہے کہ اگر تجھے بتلا دوں تو تو بات چھپا کر رکھے گا؟“

چرواہا: ”جی ہاں“

رسول کریم ﷺ: ”میں اللہ کا رسول محمد ﷺ ہوں۔“

چرواہا: ”کیا آپ وہی ہیں جن کے بارے میں قریش کہتے ہیں کہ وہ صابی (بے دین) ہے۔“

رسول کریم ﷺ: ”ہاں! وہ ایسا ہی کہتے ہیں۔“

چرواہا: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نبی ہیں اور میں اس بات کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ جو آپ لے کر آئے ہیں وہ حق ہے کیونکہ جو آپ نے کیا ہے، وہ سوائے نبی کے کوئی نہیں کر سکتا اب میں آپ پیروکار ہوں۔“

رسول کریم ﷺ: ”موجودہ حالات میں میری پیروی تیرے بس کی بات نہیں۔ جب تجھے معلوم ہو کہ میں غالب آ گیا ہوں تو تو ہمارے پاس آ جانا۔“

قربان جائے رحمۃ للعالمین ﷺ کی حکیمانہ نرمی پر کہ آپ ﷺ نے ایک غلام اور چرواہے کی ہمت اور استطاعت کو دیکھا تو اس کے مطابق مشورہ دیا کہ یہ تو ٹھیک ہے کہ اب تو مسلمان ہے، مگر ابھی انتظار کر، ہمیں قوت پکڑ لینے دے کہ تب تیرے لئے اسلام کا اعلانیہ اظہار کوئی مسئلہ نہیں رہے گا بلکہ عزت و افتخار کا باعث ہوگا۔<sup>①</sup>

### ام معبد کی بکری اور رسول اللہ ﷺ

جناب ہشام اپنے والد حبیش بن خویلد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ جناب ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرہ کے ساتھ ام معبد کے خیمے کے پاس پہنچے یہ خاتون ذرا بڑی عمر کی تھی۔ یہ صحن میں بیٹھی رہتی اور آنے والوں کو پانی پلاتی اور کھانا کھلاتی۔ اللہ کے رسول ﷺ جب ام معبد رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچے تو آپ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ

① مستدرک حاکم (۳/۸۰۸) (۳۲۷۳) و اسنادہ صحیح و طبرانی کبیر (۱۸/۳۲۳) (۸۷۴) و اسناد صحیح

نے ام معبد بنی النبیؑ سے پوچھا کیا تمہارے پاس گوشت اور کھجور ہیں۔ تاکہ وہ ہم آپ سے خرید لیں لیکن اس کے پاس تو کچھ بھی نہ تھا۔ لوگ ان دنوں خشک سالی اور قحط سالی کا شکار تھے۔ اس دوران اللہ کے رسول ﷺ کی ایک کونے میں نظر پڑ گئی جہاں ایک بکری تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ام معبد بنی النبیؑ یہ بکری کیسی ہے۔ ام معبد نے کہا۔ یہ اپنی عمر کی وجہ سے اس قابل نہ تھی کہ ریوڑ کے ساتھ چلی جاتی لہذا یہاں کونے میں کھڑی ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا یہ دودھ والی ہے؟ ام معبد نے کہا یہ بیچاری اس قابل کہاں تب آپ ﷺ نے کہا کہا تم مجھے اجازت دیتی ہو کہ میں اس کا دودھ دوہ لوں ام معبد نے کہا ماں باپ صدقے اگر آپ ﷺ اس میں دودھ دیکھتے ہیں تو دوہ لیجیے۔ اب رسول کریم ﷺ نے بکری کے تھن پر ہاتھ پھیرا اللہ کا نام لیا اور دعا کی تو بکری نے دودھ دینے کے لیے پاؤں پھیلا دیے تھن دودھ سے بھر گئے۔ آپ ﷺ نے برتن منگوا لیا تو ام معبد اتنا بڑا برتن لے کر آئیں کہ وہ بھر جائے جو کئی لوگوں کے لیے کافی ہو۔ آپ ﷺ نے اس میں دودھ دوہ دیا حتیٰ کہ یہ برتن بھر گیا اور اس کے اوپر جھاگ ہی جھاگ تھی۔ پھر آپ ﷺ نے ام معبد کو دودھ پلایا وہ خوب سیر ہو گئی تو آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو بلا یا سب سے آخر میں خود پیا آپ ﷺ کے ساتھیوں نے دوبارہ پیا اور خوب سیر ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے دوسری بار دودھ دوہنا شروع کیا حتیٰ کہ اس برتن کو بھر دیا۔ اور اسے ام معبد کے پاس ہی چھوڑ دیا۔ ام معبد نے اسلام قبول کر لیا۔ اللہ کے نبی ﷺ سوئے منزل چل پڑے۔

① مستدرک حاکم (۱۰، ۹/۳) (۲۲۷۴) والطبرانی فی الکبیر (۴۸/۴) (۳۶۰۵)



## محمدؐ کی اپنی صفات کے آئینے میں

### اچھے نام و نسب والے

آپؐ کا نام محمدؐ اور احمدؐ ہے۔ والد کا نام عبد اللہ اور ماں محترمہ آمنہ ہیں۔ آپؐ کے دادا کا نام عبد المطلب ہے۔ آپؐ کی دادی کا نام فاطمہ نانی برہ اور نانا کا نام وہب تھا۔ آپؐ کا کوئی بہن بھائی نہیں تھا، آپؐ کی رضاعی والدہ ثویبہ اور حلیمہ سعدیہ ہیں۔ آپؐ کے والد صاحب دس بھائی اور چھ بہنیں تھیں۔<sup>①</sup>

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ جب نسب کا تذکرہ فرماتے تو اپنے سلسلہ نسب کو معد بن عدنان بن اؤد سے آگے نہ بڑھاتے بلکہ یہاں تک پہنچ کر رک جاتے اور ارشاد فرماتے سلسلہ نسب ملانے والے جھوٹے ہیں۔<sup>②</sup>

ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا میں سردار فرزند ان آدم ہوں۔<sup>③</sup>

واثلہ بن اسقعؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرزند ان ابراہیم میں اسماعیلؑ کو، اولاد اسماعیل میں بنی کنانہ کو، بنی کنانہ میں قریش کو، قریش میں بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھے برگزیدہ فرمایا ہے۔ علی بن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین کے دو برابر

① طبقات ابن سعد (۶۳/۱)

② رحمة للعالمین (۳۸/۱)

③ طبقات ابن سعد (۳۰/۱)

حصے کئے جو بہترین تھا مجھے اس میں رکھا اس حصے کی بھی تین تہائیاں کیں۔ جو بہترین تہائی تھی مجھے اس میں رکھا اقوام انسانی میں سے قوم عرب کو پسند فرمایا عرب میں قریش کو قریش میں بنی ہاشم کو بنی ہاشم میں اولاد عبدالمطلب کو اور ان میں سے مجھ کو۔<sup>۱</sup>

### پاک سینے والے

صحیح مسلم میں ہے: ”اللہ کے رسول ﷺ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے۔ اُس وقت آپ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ انہوں نے آپ کو پکڑا اور زمین پر لٹا لیا، پھر سینہ چاک کر کے آپ کا دل نکالا۔ دل چیر کر اُس میں سے ایک ٹکڑا نکالا اور کہا: ”یہ رہا شیطان کا حصہ“ پھر دل کو سونے کے ایک تھال میں رکھ کر زمزم کے پانی سے دھویا، پھر اُس کو دوبارہ اُس کی اصل جگہ رکھ دیا۔ دوسرے بچے بھاگتے ہوئے آپ ﷺ کی رضاعی ماں کے پاس گئے اور شور مچانے لگے کہ ”محمد کو قتل کر دیا گیا۔“ گھر والے بھاگتے ہوئے آئے تو آپ ﷺ اُن کو سامنے سے آتے دکھائی دیے۔ آپ کا رنگ اڑا ہوا تھا۔“ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں سلانی کے نشانات آپ کے سینہ مبارک پر دیکھا کرتا تھا۔“<sup>۲</sup>

### بہترین بچپن والے

محمد بن صالح رحمہ اللہ کہتے ہیں ابو طالب جب ملک شام کو چلے تو رسول اللہ ﷺ ساتھ تھے۔ یہ پہلی مرتبہ کا واقعہ ہے جب آپ ﷺ کی عمر بارہ سال کی تھی۔ شام کے شہر بصرہ میں جب اترے تو وہاں ایک راہب تھا جسے بھیرا کہتے تھے۔ وہ اپنے ایک صومعہ (عبادت خانہ میں) رہتا تھا جس میں علماء نصاریٰ رہا کرتے تھے یہاں ایک کتاب کا درس بھی دیتے تھے۔

قافلے والے بھیرا کے پاس اترے بھیرا کی حالت یہ تھی کہ اکثر قافلے گزرا کرتے

① طبقات ابن سعد (۳۰۱-۳۱)

② صحیح مسلم، الایمان، باب الاسراء برسول اللہ الی السموات۔۔۔ (۱۶۲)

تھے۔ مگر وہ ان سے ہم کلام بھی نہ ہوتا تھا۔ اس سال نوبت آئی تو حسب معمول اس کے صومعے کے قریب ہی اترے کہ پہلے جب بھی ادھر سے گزرتے یہیں اترتے تھے بحیرانے (اب کی مرتبہ) ان کے لیے کھانا پکوا یا اور سب کو دعوت دی۔ دعوت دینے کا سبب یہ ہوا کہ قافلہ پہنچا تو بحیرانے دیکھا کہ ایک بادل ہے جو تمام لوگوں کو چھوڑ کر اکیلے ایک رسول اللہ ﷺ پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ لوگ درخت کے نیچے اترے۔ تو بحیرانے دیکھا وہی بادل درخت کے اوپر سایہ کئے ہوئے ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس کے سائے میں آئے تو شاخیں سرسبز ہو گئیں۔ بحیرانے یہ حالت دیکھی تو کھانا منگوا یا اور پیغام بھیجا اے جماعت قریش میں نے تمہارے لیے کھانا تیار کروایا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم سب اس میں شریک ہو۔ چھوٹے بڑے آزاد غلام کوئی بھی نہ رہ جائے۔ اس سے میری عزت ہوگی۔

ایک شخص نے کہا بحیرا آج تیری کوئی خاص بات ہے۔ تو ہمارے لیے ایسا نہیں کیا کرتا تھا۔ بحیرانے کہا میں تمہاری خدمت کرنا چاہتا ہوں اور تم اس کے مستحق ہو۔ سب لوگ آئے مگر کم سنی کے باعث رسول اللہ ﷺ رہ گئے کیونکہ سب میں آپ ہی چھوٹے تھے۔ قافلے کا سامان درخت کے نیچے تھا آپ بھی وہیں بیٹھے رہے۔ بحیرانے ان لوگوں کو دیکھا تو کیفیت کو وہ جانتا پہچانتا تھا کسی میں نہ پانی اور کہیں نظر نہ آئی وہ بادل سر پر دکھائی نہ دیا بلکہ وہ تو وہیں رسول اللہ ﷺ کے سر پر رہ گیا۔ بحیرانے دیکھ کر کہا تم میں سے کوئی ایسا نہ ہو کہ میرے ہاں کھانا کھانے سے رہ جائے۔ لوگوں نے کہا بجز ایک لڑکے کے سب ہیں کم سن وہی ہے اور اسباب کے پاس دوسرا کوئی باقی نہیں رہا۔

بحیرانے کہا اسے بھی بلاؤ کہ میرے کھانے میں شریک ہو یہ کتنی بری بات ہے کہ تم سب آؤ اور ایک شخص رہ جائے باوصف اس کے میں دیکھتا ہوں وہ بھی تمہیں لوگوں میں سے ہے۔ لوگوں نے کہا خدا کی قسم وہ ہم سب میں شریف النسب ہے۔ وہ شخص یعنی ابو

طالب کا بھتیجا ہے اور عبدالمطلب کی اولاد میں سے ہے۔ حارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف نے کہا خدا کی قسم ہمارے لیے یہ قابلِ ملامت امر تھا کہ عبدالمطلب کا لڑکا ہم میں نہ ہو اور پیچھے رہ جائے۔

حارث یہ کہہ کر اٹھے آنحضرت ﷺ کو آغوش میں لیا اور لا کے کھانے پر بٹھا دیا۔ اس وقت بھی آپ ﷺ پر بسیات افروز حسن و جمال تھا بجز آپ ﷺ کو غور سے دیکھتا رہا جسم کی چیزیں دیکھنی شروع کیں جن کی علامتیں آنحضرت ﷺ کے اوصاف کی نسبت اس کے پاس لکھی ہوئی موجود تھیں۔

### جنگ فجار میں حصہ لینے والے

جب آپ ﷺ کی عمر پندرہ سال کی ہوئی جنگ فجار (حرب الفجار) پیش آئی۔ آپ ﷺ بھی اس میں شامل تھے۔ اور اپنے والد محترم کے بھائیوں کو تیر پکڑاتے تھے۔ اصل میں اس لڑائی کا نام (دو قبیلوں کنانہ اور قیس) میں حرمت والے مہینوں میں جنگ کرنے کی وجہ سے پڑا۔

### حلف الفضول میں شامل ہونے والے

ذی القعدہ میں حلف الفضول پیش آئی، یہ ایک امن معاہدہ تھا جس کے آپ ﷺ بھی رکن تھے۔ رسالت سے مشرف ہونے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔ کہ میں عبد اللہ بن جدعان کے مکان پر ایک ایسے معاہدے میں شریک تھا کہ مجھے اس کے عوض سرخ اونٹ بھی پسند نہیں۔ اور اگر دور اسلام میں اس جیسے عہد و پیمان کے لیے مجھے بلایا جاتا تو میں لبیک کہتا۔

اس معاہدہ کے اغراض و مقاصد یہ تھے کہ مکہ مکرمہ میں جو بھی مظلوم نظر آئے گا خواہ مکہ کار بنے والا ہو یا کہیں اور کا یہ سب اس کی مدد اور حمایت میں اٹھ کھڑے ہوں گے

① طبقات ابن سعد (۱/۱۸۳-۱۸۴)

② سیرت ابن ہشام (۱/۱۸۳، ۱۸۶) فتح الباری (۳/۲۳)

اس کا حق دلوا کے رہیں گے اس اجتماع میں رسول اللہ ﷺ بھی تشریف فرما تھے۔

### فہر تجارت کرنے والے

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا مال دار اور صاحب شرف کمال خاتون تھیں جب انہوں نے پ ﷺ کی امانت صداقت اور عظیم اخلاقیات حسنہ کی باتیں سنیں تو انہوں نے خود بنام بھیجا کہ مضاربت پر میرا مال لے کر سفر شام اختیار فرمائیں آپ ﷺ کو دوسروں سے زیادہ منافع بھی دیا جائے گا۔ چنانچہ آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ کو ساتھ ملک شام لے گئے تھے۔

### مانت دیانت والے

خانہ کعبہ میں رکن حجر اسود رکھنے کا موقع تھا۔ ہر قبیلے نے اس کے لیے اپنے استحقاق پر زور دیا۔ اور اس قدر مخالفت ہوئی کہ جنگ کا اندیشہ ہونے لگا آخر یہ رائے قرار پائی کہ اب بنی شیبہ سے پہلے پہل جو داخل ہو وہی حجر اسود کو اٹھا کے اپنی جگہ پے رکھ دے سب نے اس پر رضامندی ظاہر کی اور اس رائے کو تسلیم کر لیا۔ باب بنی شیبہ سے پہلے پہل جو ندر آئے وہ رسول اللہ ﷺ تھے لوگوں نے جب آپ ﷺ کو دیکھا تو بول اٹھے یہ امین ہیں ہمارے معاملے میں جو فیصلہ یہ کریں گے ہم اس پر راضی ہیں۔

قریش نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی قرارداد سے اطلاع دی رسول اللہ ﷺ نے زمین پر اپنی چادر بچھا دی اور رکن (حجر اسود) اس میں رکھ کے فرمایا قریش کے ہر ایک رعبہ سے ایک ایک شخص آئے (یعنی تمام قریش جو چار بڑی جماعتوں میں منقسم ہیں۔ ان میں سے ہر ایک اپنا اپنا قائم مقام منتخب کرے۔

ربع اول بنی عبدمناف میں عتبہ بن ربیعہ

ربع ثانی میں ابو زمعہ

① مختصر السیرہ (ص ۳۱، ۳۰، ۲) والبدایة والنہایة (۳۱۵/۲)

② سیرت ابن ہشام (۱۸۸/۱)

ربع ثالث میں ابو حذیفہ بن الم غیرہ

اور ربع رابع میں قیس بن عدی

اب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر فرد اس کپڑے کا ایک ایک گوشہ پکڑے اور سب مل کر اسے اٹھاؤ سب نے اس طرح اٹھایا پھر رسول اللہ ﷺ نے حجرِ اسود کو اسی جگہ جہاں وہ ہے اپنے ہاتھوں سے رکھ دیا۔<sup>۱</sup>

محمد ﷺ بکریاں چرانے والے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

”اللہ نے کوئی نبی نہیں بھیجا مگر اس نے بکریاں چرائیں اس پر آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ بھی آپ ﷺ نے فرمایا ہاں میں بھی اہل مکہ کی بکریاں درہم و دینار کے معاوضے پر چرائی ہیں۔“<sup>۲</sup>

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ تھے جنگلی پھل

یعنی پکے ہوئے پیلو چن رہے تھے تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”کالے کالے اتارنا کیونکہ کالا پیلو بڑا عمدہ ہوتا ہے۔ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ بھی بکریاں چرایا کرتے تھے (کیونکہ یہ پہچان تو بکریاں چرانے والوں کو ہوتی ہے) آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ایسا کوئی نبی نہیں گزرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔“<sup>۳</sup>

غیر اللہ کا ذبیحہ کھانے سے انکار کرنے والے

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ پر ابھی وحی کے نزول کا

۱ طبقات ابن سعد حصہ (۱/۱۶۳-۱۶۴)

۲ بخاری، الإجارة، باب رعی الغنم علی قراریط (۲۲۶۲)

۳ بخاری، الأطعمة، باب الكبث وهو (ثمر) الأراک (۵۳۵۳)

آغاز نہ ہوا تھا کہ آپ ﷺ نے مکہ کے قریب بلدح کے نشیب میں زید بن عمرو بن نفیل سے ملاقات کی اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے دسترخوان بچھایا گیا تو آپ ﷺ نے دسترخوان پر آنے والے کھانے کو تناول کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر جناب زید رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔

[إِنِّي لَسْتُ أَكُلُ مِمَّا تَذُبْحُونَ عَلَيَّ أَنْصَابِكُمْ، وَلَا أَكُلُ إِلَّا مَا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ.]

”میں بھی اس چیز کو نہیں کھاؤں گا جس کو تم اپنے آستانوں پر ذبح کرتے ہو میں تو صرف اس چیز کو کھاتا ہوں جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔“

قریش جو اپنے جانور ذبح کرتے تھے حضرت زید رضی اللہ عنہ ان کے بارے میں انھیں خوب تاڑتے اور کہتے اللہ نے بکری کو پیدا کیا اسی اللہ نے بکری کے لیے آسمان سے پانی اتارا اسی اللہ نے اس بکری کے لیے زمین سے چارہ اگایا پھر تم لوگ اللہ کے غیر کا نام لے کر بکری کو ذبح کرتے ہو۔ زید رضی اللہ عنہ یہ بات قریش کی اس شرکیہ حرکت کا انکار کرتے ہوئے اور اسے ایک بڑا گناہ سمجھتے ہوئے کہتے تھے۔

کوہ صفا پر چڑھ کر اعلانِ دعوت دینے والے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی

﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ [الشعراء: 214]

”اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ“

تو اللہ کے رسول ﷺ گھر سے نکلے یہاں تک کہ کوہ صفا پر چڑھ گئے وہاں آپ ﷺ نے آواز لگائی۔ يَا صَبَا حَاهُ۔

یہ جملہ کسی خاص کام پر لوگوں کو جمع کرنے کے لیے بولا جاتا تھا جب کوئی عظیم واقعہ

① بخاری، مناقب الأنصار، باب حدیث زید بن عمرو بن نفیل (۳۸۲۶)

رو نما ہو جاتا) اب لوگوں نے کہا یہ کیا ہے اور پھر وہ آپ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے آپ ﷺ نے فرمایا:

[أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ مِنْ سَفْحِ هَذَا الْجَبَلِ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِي.]

”لوگو تمہارا کیا خیال ہے اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ گھوڑوں کا ایک لشکر اس پہاڑ کے پیچھے سے نکلنے والا ہے تو کیا تم مجھے سچا مانو گے سب نے کہا [مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا.]

”ہمارا تجربہ یہ ہے کہ ہم نے آپ کو کبھی جھوٹا نہیں پایا“

یہ جواب سن کر آپ ﷺ نے فرمایا پھر میں تمہیں سخت ترین عذاب سے ڈراتا ہوں۔

### فرشتوں کا دفاع پانے والے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ابو جہل اپنے لوگوں سے پوچھنے لگا: کیا محمد (ﷺ) تم لوگوں کی موجودگی میں سجدہ کرتا اور اپنا چہرہ مٹی پر رکھتا ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں! اس پر ابو جہل کہنے لگا: لات اور عزیٰ کی قسم! اگر میں نے محمد (ﷺ) کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا تو اس کی گردن کچل ڈالوں گا، یا اس کا چہرہ مٹی میں لت پت کر دوں گا۔

چنانچہ ایک دفعہ اللہ کے رسول ﷺ آ کر نماز پڑھنے لگے تو ابو جہل نے سجدے میں آپ ﷺ کی گردن مبارک کو کچلنا چاہا، وہ آگے بڑھا پھر اٹھے پاؤں پیچھے ہٹنے لگا اور ساتھ ہی وہ دونوں ہاتھ چہرے پر رکھے اپنا چہرہ بچا رہا تھا۔ لوگوں نے ابو جہل سے پوچھا: تجھے کیا ہوا؟ وہ کہنے لگا: میرے اور محمد (ﷺ) کے درمیان آگ کا گڑھا، خوف اور پروں والے حائل ہو گئے۔ اس پر اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

① بخاری، التفسیر، سورہ (تبت یدا ابی لہب) (۴۹۷۱) ومسلم، الإیمان، باب فی قوله تعالیٰ (وَإِنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ) (۲۰۸)



[لَوْ دَنَا مِنِّي لَأَخْتَطَفْتُهُ الْمَلَائِكَةُ عُضْوًا عُضْوًا]

”اگر وہ میرے قریب بھی آتا تو فرشتے اس پر جھپٹ پڑتے اور اسے

ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے۔“

تعمیر کعبہ میں شرکت کرنے والے

ابن عباس رضی اللہ عنہما محمد بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ جن کی روایتیں آپس میں مل جل گئیں ہیں۔ یہ سب کہتے ہیں پانی کی روکے پر واقع تھی۔

سیلاب اس کے اوپر سے آتا تھا۔ تا آنکہ کعبہ پہنچ جاتا تھا جس کے باعث درزا اور شگاف بھی اس میں آ گیا تھا قریش ڈرے کہ منہدم نہ ہو جائے کچھ زیور اور سونے کا ایک ہرن کہ موتی اور جواہرات سے مرصع زمین پر نصب تھا بیت اللہ سے چوری ہو گئے۔

انہیں دنوں سمندر میں ایک جہاز آ رہا تھا۔ جس میں رومی (عیسائی) سوار تھے۔ اور باقوم نامی ایک شخص ان کا سرگروہ تھا۔ یہ شخص معمار بھی تھا۔ ہوائی جہاز کو درہم برہم کر کے مقام شیبہ پر پہنچا دیا کہ جدہ سے پہلے جہازوں کی بندرگاہ نہی مقام تھا یہاں آ کے جہاز ٹوٹ گیا۔

ولید بن مغیرہ کچھ قریشیوں کے ساتھ جہاز تک پہنچے اس کی لکڑیاں مول لیں۔ باقوم رومی سے بات چیت کی جو ان کے ساتھ ہولیا اور لوگوں نے کہا ”لو بنینا بیت ربنا“ اگر ہم اپنے پروردگار کا گھر بنائیں فصیح محاورہ جاہلیت اسی قدر ہے مطلب یہ ہے کہ اگر ہم اپنے پروردگار کا گھر بنائیں یعنی خانہ کعبہ کی از سر کریں تو اچھی بات ہے۔

قریش نے یہ انتظام کیا کہ پتھر جمع کر کے کنارے صاف اور درست کر لیے جائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہیں لوگوں کے ساتھ پتھر اٹھا اٹھا کہ جا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت پینتیس برس کے تھے۔ حالت یہ تھی کہ لوگ اپنی اپنی تہ بند کے دامنوں کو اٹھائے

① مسلم، صفات المنافقین، باب قوله ((ان الانسان ليطغى ان راه استغنى))،

(۲۷۹۷) ومسنند احمد (۲/۳۷۰) (۸۸۱۷)

گردنوں پر ڈال لیتے تھے اور پتھر اٹھاتے تھے رسول اللہ ﷺ نے بھی یہی کیا مگر دامن پھنس جانے کے باعث پھسل جانے کی نوبت آچلی تھی کہ پکار ہوئی ”عورت تک“ اپنا پردہ یعنی اپنی ستر عورت کا خیال رکھو اور دیکھو کہ بے پردگی نہ ہونے پائے یہ پہلی پکار تھی۔

ابو طالب نے کہا اے میرے بھتیجے اپنی تہ بند کا دامن سر پر ڈال لے آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج کچھ مجھے پیش آیا اپنی تعدی کے باعث پیش آیا ہے۔

اس کے بعد کبھی رسول اللہ ﷺ کا پردہ مکشوف نظر نہیں آیا۔ جب خانہ کعبہ کے ڈھانے پر سب نے اتفاق کر لیا تو کسی نے کہا اس عمارت میں صرف پاک کمائی داخل کرو اور وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ کوئی قطع رحم نہ ہونے پائے اور نہ اس پر زور و ظلم ہو۔

ولید بن مغیرہ نے کہا ہتھوڑا لے کر کھڑا ہو گیا اور پتھر گرانے لگا کہتا جاتا تھا یا اللہ تجھے ناراض کرنا مقصد نہیں ہے۔ ہم لوگ تو فقط بہتری چاہتے ہیں۔

ولید خود بھی انہدام میں لگا رہا قریش نے بھی ساتھ دیا جب ڈھا چکے۔ پھر اس کی نئے سرے سے تعمیر کی۔

## غار حرا میں اللہ کی عبادت کرنے والے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا میں ایک طرح کی روشنی دیکھتا ہوں۔ اور ایک آواز سنتا ہوں۔ مجھے ڈر ہے کہ مجھے کہیں جنون تو لاحق نہیں ہو گیا انھوں نے کہا اے ابن عبداللہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ایسا کبھی نہیں کرے گا پھر وہ ورقہ بن نوفل کے پاس آئیں اور ان کو واقعہ حال سے مطلع کیا تو انھوں نے کہا سچ کہا ہے یہ تو ناموس موسیٰ کی مانند ناموس ہے۔ اگر وہ نبی بنائے گئے اور میں زندہ رہا تو ان کی مدد کروں گا اور ان کے کام آؤں گا اور ان پر ایمان لے آؤں گا۔

① طبقات ابن سعد (۱/۶۳-۱۶۲)

② مسند أحمد (۱/۳۱۲) و مجمع الزوائد، ہیشمی (۸/۲۵۵) اور کہا ہے کہ امام احمد نے اسے متصل و مرفوع دونوں طرح روایت کیا ہے۔ اور احمد شاکر نے اسے صحیح کہا ہے (۲۸۳۹)

اس دوران آپ ﷺ میں خلوت نشینی کی رغبت شدید طاری ہو گئی آپ ﷺ دین ابراہیمی کے مطابق اپنے اللہ کو خوب یاد کرتے اس کی عبادت میں لگے رہتے اور ایسا لگتا تھا کہ آپ ﷺ کی پاکیزہ اور صاف شفاف روح اس امر عظیم کا غایت درجہ اشتیاق کرنے لگی جسے قبول کرنے کے لیے آپ ﷺ ہر طرح تیار تھے۔

### نبوت کا تاج پہننے والے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں چالیس سال کی عمر میں حراء میں آپ ﷺ تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ کے پاس فرشتہ آیا جناب جبریلؑ نے آکر آپ سے کہا:

[اِقْرَأْ]

”پڑھے“

آپ ﷺ نے فرمایا:

[مَا أَنَا بِقَارِي]

”میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں“

آپ بتاتے ہیں اس نے مجھے پکڑ کر بھینچا یعنی زور سے دبایا۔ اس سے میری ہمت

جاتی رہی، پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا:

[اِقْرَأْ]

”پڑھے“

میں نے کہا:

[مَا أَنَا بِقَارِي]

”میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں“

اب اس نے مجھے دوسری بار پکڑا اور بھینچا حتیٰ کہ میری طاقت جواب دے گئی پھر

اس نے مجھے چھوڑ تو دیا، لیکن پھر وہی بات:

[اِقْرَأْ]

”پڑھے“

میں نے بھی وہی بات دہرا دی

[مَا أَنَا بِقَارِي]

”میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں“

اب اس نے مجھے تیسری بار پکڑ کر بھینچا اور پھر چھوڑتے ہوئے کہا۔

﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝۱ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝۲﴾

﴿اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝۳﴾ [العلق: 1-3]

”اپنے رب کے نام سے پڑھے جس نے پیدا کیا۔ انسان کو خون کے لو

تھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے“

اللہ کے رسول ﷺ رسالت کا یہ پیغام لے کر لوٹے تو آپ کا دل دھڑک رہا تھا آپ

حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور کہا:

[زَمَلُونِي، زَمَلُونِي]

”مجھے کبل اوڑھا دو، مجھے کبل اوڑھا دو۔“

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ پر کبل ڈال دیا حتیٰ کہ گھبراہٹ کی کیفیت جاتی رہی اب آپ

نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ساری صورتحال بتلائی اور کہا:

[لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي]

”مجھے تو اپنی جان کا خطرہ ہونے لگا ہے“

تو جو ابا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

”ہرگز نہیں! اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی پریشان نہیں کرے گا کیونکہ آپ

رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں، آپ در ماندوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، بے وسیلہ لوگوں کو کما کر دیتے ہیں، مہمان کی خدمت و تکریم کرتے ہیں اور ظالم و زور آور غاصبوں کے دباؤ کے باوجود آپ حق کا ساتھ دیتے ہیں“

اب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو ہمراہ لیا اور اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل بن اسد کے پاس لے گئیں ورقہ وہ شخص تھے جنہوں نے جاہلیت کے دور میں عیسائیت کو اختیار کر لیا تھا۔ وہ عبرانی زبان کے کاتب تھے چنانچہ بتوفیق الہی انجیل کو بھی عبرانی زبان میں لکھا کرتے تھے اب بوڑھے اور نابینے ہو چکے تھے حضرت خدیجہؓ نے ان سے کہا:

”اے چچا کے بیٹے! ذرا بھتیجے کی بات سنو“۔

ورقہ نے اللہ کے رسول ﷺ سے کہا:

”اے میرے بھائی کے بیٹے آپ نے جو دیکھا ہے وہ بتلائیے، اللہ کے رسول نے جو دیکھا تھا وہ سارا بتلا دیا، اب ورقہ آپ ﷺ کو مخاطب کر کے کہنے لگا: یہ تو وہی ناموس ہے جو اللہ نے وحی دے کر موسیٰ علیہ السلام پر بھیجا تھا۔ کاش! میں اس وقت جوان ہوتا، کاش! میں اس وقت تک زندہ رہوں جب آپ کی قوم آپ کو اس شہر سے نکال دے گی۔ آپ نے یہ سن کر تعجب سے پوچھا: کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے حالانکہ میں تو ان میں معزز، سچا اور امانت دار معروف ہوں، ورقہ نے کہا: ہاں! ایسا ہی ہوگا کیونکہ جو شخص بھی آپ کی طرح حق لے کر آیا لوگ اس کے دشمن ہو گئے اگر مجھے آپ کی نبوت کا وہ دور مل گیا تو میں ہر طرح سے آپ کی مدد کروں گا۔“

پھر تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ ورقہ فوت ہو گئے اور کچھ عرصہ کے لئے وحی کا سلسلہ

بھی رک گیا۔

## دعوت الی اللہ کا اعلان کرنے والے

سورة الشعراء کی آیت (۲۱۴) ﴿وَ أَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے۔ اور سورة الحجر کی آیت (۹۳) ﴿فَاَصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ أَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ﴾ ”پس آپ کو جو حکم کیا جا رہا ہے اسے کھول کر بیان کر دیجیے اور مشرکین کی پرواہ نہ کیجئے۔“ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ لوگوں کے سامنے اسلام کی دعوت اعلانیہ پیش کرنے لگے۔ اور امت کی خیر خواہی اور اس تک اللہ کی طرف سے پیغام رسانی کے لیے ہر ممکن کوشش کرنے لگے اور اس کام میں اس طرح ہمہ تن و ہوش لگ گئے کہ کوئی چیز آپ کو اس کام سے روک نہیں سکی آپ لوگوں کے پاس ان کی مجلسوں اور محفلوں میں جاتے حج کے زمانے میں وفود عرب سے ملتے اور عکاظ، ذوالجہناور ذوالحجاز کے بازاروں میں لوگوں سے ملاقات کرتے اور ہر غلام آزاد کمزور قوی اور مالدار و فقیر کو اسلام کی دعوت دیتے اور ایام حج میں ایک ایک قبیلے کے خیمے میں پہنچتے انھیں اللہ کی طرف بلا تے اور ان سے اپنی تائید و نصرت طلب کرتے تاکہ پوری قوت کے ساتھ اپنے رب کا پیغام دنیا والوں تک پہنچا سکیں اور اس کے بدلے آپ ان سے جنت کا وعدہ کرتے اور کہتے اے لوگو۔ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہو تم کامیاب ہو جاؤ گے اور اس کلمہ کے ذریعے عرب و عجم تمہارے زیر سیادت آجائیں گے۔

## مسندوں اور میلوں میں تبلیغ کرنے والے

عرب میں عکاظ اور ذی الحجاز کے میلے بہت مشہور تھے دور دور سے لوگ وہاں آیا کرتے تھے۔ نبی ﷺ ان مقامات پر جاتے اور میلے میں آئے ہوئے لوگوں کو اسلام اور

① بخاری، بدء الوحی، باب کیف کان بدء --- (۳) (۳۳۹۲) وسیرت ابن ہشام (۲۳۶، ۲۳۵/۱)

② الصادق الامین (۱/۱۸۵)

توحید کی دعوت دیا کرتے تھے۔ ان کو کہتے تھے اللہ کی عبادت کرو۔

### توحید کی دعوت دینے والے

حضرت عقیل بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں قریش کے لوگ میرے باپ ابوطالب کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا تیرے بھائی کے بیٹے نے ہماری مجلسوں میں اور کعبہ میں ہمارا جینا حرام کر دیا ہے۔ لہذا وہ جو ہمیں دعوت دیتا ہے۔ اسے اس سے روک لو۔ ابوطالب نے اپنے بیٹے سے کہا اے عقیل جاؤ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا کر لاؤ۔

اب میں وہاں سے نکلا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت گرمی میں ظہر کے وقت لے آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لے آئے تو ابوطالب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر کہا اے میرے بھتیجے تیرے ان چچا زاد بھائیوں کا خیال ہے کہ آپ ان کی مجلسوں اور ان کی عبادت گاہوں میں ان کو تکلیف پہنچاتے ہو۔ اس سے رک جاؤ۔

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھائیں اور کہا اس سورج کو دیکھ رہے ہو۔ قریش نے کہا ہاں تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔

[مَا أَنَا بِأَقْدَرُ أَنْ أَدْعَ ذَلِكَ مِنْكُمْ عَلَى أَنْ تَسْتَشْعِلُوا لِي مِنْهَا شُعْلَةً.]

”میں تمہیں یہ دعوت دینے سے رک جاؤں اس کا مجھے اختیار نہیں خواہ تم میرے لیے سورج کا ایک شعلہ روشن کر دو۔“

### پہاڑ کی گھاٹیوں میں نماز پڑھنے والے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے ابتدائی تین سال تک لوگوں کو چپکے چپکے سمجھایا کرتے تھے۔ اور ان دنوں مسلمان پہاڑ کی گھاٹی میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور پتھروں،

① رحمة العالمین (۱/۸۳۴۸۲)

② ابو یعلیٰ (۱/۳۳۹) (۸۳۱) ومستدرک حاکم (۲/۲۱۹)

درختوں، چاند، سورج اور آگ کی پوجا سے ہٹا کر خدا کی بندگی سکھایا کرتے تھے نبی ﷺ لوگوں تک اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچایا کرتے تھے۔

### مشکلات برداشت کرنے والے

جب اہل طائف نے آپ کی دعوت قبول نہیں کی تو آپ مغموم و مہموم مکہ واپس آگئے یہ واقعہ ماہ ذی القعدہ ۱۰ نبوی کا ہے۔ اس وقت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا آپ دوبارہ مکہ میں کیسے داخل ہوں گے۔ اہل مکہ نے تو آپ کو نکال دیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے زید رضی اللہ عنہ تم دیکھو گے کہ اللہ میرے لیے کشادگی فراہم کرے گا اور میری دعوت کے لیے راہ ہموار کرے دے گا بے شک اللہ اپنے دین کا حامی و ناصر ہے اور اپنے نبی کو غالب کرنے والا ہے۔ جب آپ غار حرا کے پاس پہنچے تو خزاعہ کے ایک آدمی کو اخنس بن شریق کے پاس بھیجا اور اس سے طلب کیا کہ وہ آپ کو پناہ دے تاکہ آپ اپنے رب کا پیغام لوگوں تک پہنچائیں تو اس نے معذرت کر دی۔ پھر آپ نے اس کو مطعم بن عدی کے پاس بھیجا اس نے آپ ﷺ کی طلب کو قبول کر لیا۔ اور کہا ہاں ان سے کہو کہ وہ مکہ میں داخل ہو جائیں۔ چنانچہ آپ ﷺ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ۲۳ ذی القعدہ کو مکہ میں داخل ہوئے۔ اور مسجد حرام میں آ کر دو رکعت نماز پڑھی پھر اپنے گھر چلے گئے اور مکہ میں جب تک اللہ نے چاہا قیام پذیر رہے یہاں تک کہ ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے۔

### معراج کرنے والے

انہی دنوں میں جب اسلام کی دعوت کفار قریش کے گونا گوں مظالم کے باوجود مکہ یثرب اور دیگر عرب قبائل کے درمیان تیزی کے ساتھ پھیل رہی تھی۔ ۱۲ نبوی میں معراج نبوی کا واقعہ ہوا اور پانچوں نمازیں فرض ہو گئیں نیز موسم حج میں اشخاص و قبائل کے سامنے

① (۲۳۶/۱) الصادق الامین

② رحمة العالمین (۷۸۳۷۶/۱)



دعوتِ اسلامیہ کو پیش کرنے کے بہت سارے مثبت نتائج ظاہر ہوئے۔

اسی لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس عظیم واقعہ سے جو اسی سال وقوع پذیر ہوا جس سال مقام عقبہ پر مدینہ والوں نے نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر پہلی بیعت کی اس کے بعد اسی مقام عقبہ پر دوسری بیعت نیز نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدینہ کی طرف ہجرت کے وقت ہوئی۔

علامہ ابن الجوزی رضی اللہ عنہ نے واقدی سے ان کے مشائخ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا آسمانی سفر..... کی رات ۱۷ رمضان المبارک ۱۲ نبوی میں ہجرت سے اٹھارہ دن پہلے ہوا تھا۔<sup>۱</sup>

کہ رسول اللہ ﷺ کو معراج ہجرت سے ایک سال پہلے ۱۷ ربیع الاول کی رات میں ہوئی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے اور اس کو قاضی عیاض نے اپنی کتاب الشفاء میں راجح قرار دیا ہے۔<sup>۲</sup>

### سدرۃ المنتہیٰ تک جانے والے

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ساتویں آسمان کے بعد پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ کی جانب بلند کر کے اس کے قریب گردیا گیا۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ اس درخت کے پھل ہجر (شہر) کے مثلوں جیسے ہیں اور اس کے تنے ہاتھیوں کے کانوں جیسے ہیں یہی سدرۃ المنتہیٰ ہے۔

وہاں چار نہریں ہیں دو نہریں باطنی ہیں دو ظاہری میں نے کہا اے جبرائیل یہ دو کیا ہیں جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا جہاں تک دو باطنی ہیں وہ تو جنت میں ہیں اور جو ظاہری ہیں وہ نیل اور فرات ہیں۔<sup>۳</sup>

۱) الوفاء (۱/۳۲۹) ۲) الشفاء (۱/۸-۱)

۳) بخاری، مناقب الأنصار، باب المعراج (۳۸۸۷) ومسلم، الإیمان، باب الإسراء رسول اللہ ﷺ (۱۶۳)

## عقیدہ کی اصلاح کرنے والے

آپ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد اے لوگو واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں آفتاب و ماہتاب بھی ہیں نہ کسی کی موت سے گہنائے جاتے ہیں۔ نہ کسی کی حیات سے لہذا جب تک تم یہ کیفیت دیکھو تو (زوالِ نعمت کے نمونے سے) سہمے ہوئے مسجدوں کی جانب رجوع کرو۔“

یعنی جناب الہی میں دست دعا ہو کہ اپنے فضل سے جو نعمت ہمیں عطاء فرمائی ہے وہ برقرار رہے ایسا نہ ہو کہ انھیں کی طرح ان میں بھی زوال آئے۔ یہ کہتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بھر آئے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ تو خدا کے پیغمبر ہیں پھر آپ روتے ہیں فرمایا میں فقط ایک انسان ہی تو ہوں آنکھوں میں آنسو بھرے ہیں دل میں خشوع ہے۔ میں ہمیشہ ایسی بات نہیں کہتا جو اللہ کو ناراض کر دے۔ خدا کی قسم! اے ابراہیم حقیقت میں ہم تیرے لیے رنجیدہ ہیں ابراہیم نے انتقال کیا تو اٹھارہ مہینے کے تھے رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا: کہ ابراہیم کی ایک دودھ پلانے والی بہشت میں ہے۔ اس دن آفتاب گہنا گیا لوگوں نے کہا یہ ابراہیم کی موت کا باعث ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آفتاب کسی کی موت کی وجہ سے نہیں گہناتا۔

## غار ثور میں قیام کرنے والے

رسول اللہ ﷺ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکان میں چلے گئے رات تک اسی میں رہے۔ پھر آپ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نکلے اور غار ثور کو روانہ ہو گئے اس کے اندر داخل ہوئے مکڑی نے اس کے راستے پر جالاتان دیا۔ جس کے بعض حصہ پر تھا۔

قریش نے رسول اللہ ﷺ کی انتہائی جاسوسی کی یہاں تک کہ غار کے راستے تک

پہنچ گئے ان میں سے بعض نے کہا اس پر تو محمد ﷺ کی ولادت سے بھی پہلے کی مکڑی ہے وہ سب واپس ہو گئے۔

ابو مصعب المکی سے مروی ہے۔ کہ میں نے زید بن ارقم، انس بن مالک، و مغیرہ بن شعبہ کا زمانہ پایا ہے میں نے ان کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ شب کو غار میں اللہ تعالیٰ نے ایک درخت کا حکم دیا۔ وہ نبی ﷺ کے قریب آگ آیا۔ اس نے آپ ﷺ کی آڑ کر لی اللہ نے مکڑی کو حکم دیا تو اس نے آپ کے روبرو جالا لگا دیا اور آڑ کر لی اللہ نے دو جنگلی کبوتروں کو حکم دیا جو غار کے منہ پر بیٹھ گئے۔ قریش کے نوجوان جس میں ہر خاندان کا ایک ایک آدمی تھا۔ اپنی اپنی تلواریں لاٹھیاں اور لٹھ لیے ہوئے آئے یہاں تک کہ جب وہ آپ ﷺ سے چالیس ہاتھ پر تھے۔ تو ان سے آگے والے شخص نے نظر ڈالی ان دونوں کبوتروں کو دیکھ کر واپس ہو گیا۔ اس کے ساتھیوں نے کہا تجھے کیا ہوا کہ غار میں نہیں دیکھتا اس نے کہا غار کے منہ پر دو وحشی کبوتر ہیں۔ میں سمجھا کہ اس میں کوئی نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے بھی اس کی بات سنی۔ سمجھ گئے کہ ان دونوں کبوتروں کے ذریعے اللہ نے آپ سے دفع کیا ہے۔

نبی ﷺ نے انھیں دعادی اور ان کی جزا مقرر کر دی وہ حرم الہی میں منتقل ہو گئے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خاص معاہدہ پر چرانے والی بکریاں تھیں جن کو عامر بن فہیرہ چرایا کرتے تھے۔ رات کے وقت ان بکریوں کو ان حضرات کے پاس لاتے تھے۔ اور وہ دودھ دودھ لیتے تھے۔ جب صبح ہو جاتی تھی تو لوگوں کے ساتھ چلے جاتے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم نے دونوں حضرات کے لیے سامان سفر تیار کیا ایک توشہ دان میں توشہ تیار کیا اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا اپنی اوڑھنی کا ایک ٹکڑا کاٹا اور اس سے انھوں نے توشہ دان کا منہ بند کیا دوسرا ٹکڑا کاٹا اور اس سے مشکیزے کے منہ کی روک بنایا اسی وجہ سے ان کا نام ذات النطاقین رکھ دیا گیا۔

## الصادق الامین کا لقب پانے والے

آپ ﷺ چھوٹی عمر سے ہی اپنی قوم میں الامین کے لقب سے مشہور ہوئے آپ کی صداقت، امانت اور وفاداری کے سبب لوگ آپ کو محمد الامین کے نام سے جانتے تھے آپ حق بات کے سوا کچھ نہیں کہتے تھے آپ ﷺ سے محبت کرنے والے اور آپ کے دشمن سبھی نے اس کا اعتراف کیا ہے۔

آپ ﷺ کا سخت ترین دشمن بنی عبدالدار کا تعربن حارث شیطان قریشی تھا جو آپ کو ہمیشہ ایذا پہنچایا کرتا تھا اور وہ میدان بدر میں قتل کر دیا گیا آپ کے بارے میں اس کا مشہور قول تھا محمد ﷺ تمہارے درمیان ایک کم سن نوجوان تھا تم لوگ سب سے زیادہ ان سے خوش رہتے تھے تم میں سب سے زیادہ سچ بولنے والا اور سب سے زیادہ امانت کی حفاظت کرنے والا تھا اور اب اس کی دونوں کنپیوں کے بال سفید ہونے لگے ہیں۔ اور تمہارے سامنے اس نے دعوت نبوت پیش کی ہے تو تم اسے جادو گر کہتے ہو نہیں اللہ کی قسم وہ جادو گر نہیں ہے یہ بات اس نے اس وقت کہی تھی جب اہل قریش آپ ﷺ کے بارے میں اپنی صوابدید کے مطابق ایک مناسب بات پر متفق ہونا چاہتے تھے تاکہ موسم حج میں آنے والے قبائل عرب سے آپ کے بارے میں وہ بات کہہ سکیں۔

## نکاح کرنے والے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنِي وَثُلُثَ وَرُبْعَ﴾

[النساء: 3]

”جو عورتیں تمہیں بھلی لگیں ان سے نکاح کرو دو دو تین تین اور چار چار سے نکاح کر سکتے ہو۔“

آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا ایک عظیم پہلو شادی شدہ ہونا ہے۔ آپ ﷺ نے پہلی شادی اپنی پچیس سال کی عمر میں کی۔ آپ ﷺ کی گیارہ زوجات مطہرات تھیں۔

- ① سیدۃ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا (سن نکاح ۲۵، میلاد النبی، وفات ۱۰ نبوت، خدمت ۲۵ سال)
- ② سیدۃ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا (سن نکاح ۱۰ نبوت، وفات ۱۹ ہجری، خدمت ۱۳ سال)
- ③ سیدۃ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر (سن رخصتی ۱ھ، وفات ۵۷ھ، خدمت ۱۰ سال)
- ④ سیدۃ حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر (سن نکاح ۳ھ، وفات ۴۱ھ، خدمت ۸ سال)
- ⑤ سیدۃ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا (سن نکاح ۳ھ، وفات ۳ھ، خدمت ۳ ماہ)
- ⑥ سیدۃ ام سلمہ رضی اللہ عنہا (سن نکاح ۴ھ، وفات ۶۰ھ، خدمت ۷ سال)
- ⑦ سیدۃ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا (سن نکاح ۵ھ، وفات ۲۰ھ، خدمت ۶ سال)
- ⑧ سیدۃ جویریہ رضی اللہ عنہا (سن نکاح ۵ھ، وفات ۵۶ھ، خدمت ۶ سال)
- ⑨ سیدۃ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا (سن نکاح ۶ھ، وفات ۴۴ھ، خدمت ۵ سال)
- ⑩ سیدۃ صفیہ رضی اللہ عنہا (سن نکاح ۷ھ، وفات ۵۰ھ، خدمت ۴ سال)
- ⑪ سیدۃ میمونہ رضی اللہ عنہا (سن نکاح ۷ھ، وفات ۵۱ھ، خدمت ۴ سال)

سیدنا ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[أَرْبَعٌ مِّنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِينَ الْحَيَاءُ وَالتَّعَطُّرُ وَالسَّوَاكُ  
وَالنِّكَاحُ]

”انبیاء علیہم السلام کی چار سنتیں ہیں۔ حیاء، خوشبو لگانا، نکاح کرنا، اور مسواک کرنا۔“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[إِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ فَقَدْ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الدِّينِ، فَلْيَتَّقِ  
اللَّهَ فِي النِّصْفِ الْبَاقِي.]

① ترمذی، النکاح، باب ما جاء في فصل الترويح والحديث عليه (۱۰۸۷۰)

”جب بندہ شادی کرتا ہے تو اپنا آدھا دین مکمل کر لیتا ہے لہذا اسے چاہیے کہ باقی آدھے دین کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے۔“

## مدنی زندگی

### ہجرت کرنے والے

رسول اللہ ﷺ ۲۷ صفر ۱۲ نبوت کی درمیانی رات اپنے مکان سے نکل کر اپنے قابل اعتماد دوست کے ہمراہ (صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) غار ثور میں تشریف لائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کی روایت ہے: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص (عبداللہ بن اریقط) کو پیسے دے کر پہلے ہی معاملہ طے کر لیا تھا کہ وہ تین راتیں گزارنے کے بعد دونوں اونٹنیوں کو لے کر غار ثور میں آجائے گا۔ یہ شخص بے شک کافر تھا لیکن قابل اعتماد اور راستوں کا ماہر تھا۔ چنانچہ تیسری رات کی صبح (بروز سوموار) وہ دونوں سواریاں لے کر آ گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کی روایت ہے: ہم نے ان دونوں سواریوں کو سفر خرچ کے ساتھ اچھی طرح تیار کر دیا۔ سفر خرچ کو توشہ دان میں لٹکانے لگے (تو بندھن ہی نہیں تھا) چنانچہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں، اپنا کمر بند کھولا، دو حصوں میں پھاڑا اور ایک کے ساتھ توشہ دان باندھ دیا (اور دوسرے کو کمر کے ساتھ باندھ لیا) اسی لیے ان کا لقب ذات النطاق ”پٹکے والی“ (ایک روایت میں ذات النطاقین) پڑ گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کی روایت کے مطابق: قافلہ چل پڑا، عامر بن فہیرہ بھی ہمراہ تھے، راستے کے ماہر (عبداللہ بن اریقط) نے سمندر کے ساحل والا راستہ اختیار کیا۔

① بخاری، مناقب الانصار، باب ہجرة النبي ﷺ واصحابه الى المدينة (۳۹۰۵)۔  
ابن حبان (۶۸۶۸)

## سخت محنت کرنے والے

ابن زہری کی روایت ہے وہ جگہ جہاں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی بیٹھی تھی بنی نجار کے دو یتیم لڑکوں کی کھجور خشک کرنے کی جگہ تھی اور کچھ مسلمان وہاں نماز بھی پڑھتے تھے آپ ﷺ نے دونوں لڑکوں کو بلا کر ان سے اس کی قیمت معلوم کی تاکہ آپ ﷺ اس جگہ مسجد بنائیں انھوں نے کہا ہم تو اسے اللہ کے رسول ﷺ کے لیے ہبہ کر دیں گے۔ چنانچہ انھوں نے وہ زمین آپ ﷺ کو دے دی آپ ﷺ نے وہیں مسجد بنانا شروع کی آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب کچی اینٹیں ڈھوتے تھے اور آپ ﷺ کہتے جاتے تھے:

هَذَا الْحِمَالِ لِحِمَالِ خَيْرِ

هَذَا أْبْرَ رَبَّنَا وَأَطْهَرِ

”یہ بوجھ ہر طرح سے بھلائی کا بوجھ ہے۔ اے ہمارے رب یہ سب سے زیادہ پاکیزہ اور نیک کام ہے۔“

اور آپ ﷺ یہ بھی کہتے تھے:

اللَّهُمَّ إِنَّ الْأَجْرَ الْأَخْرَةَ

فَارْحَمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ

”اے اللہ اصل اجر تو آخرت کا اجر ہے۔ تو انصار اور مہاجرین پر رحم

فرما۔“

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جہاں نماز کا وقت ہوتا تھا وہیں نماز ادا کر لیتے تھے۔ اور بکریوں کے باڑے میں بھی نماز کو پڑھ لیا کرتے تھے۔ پھر آپ ﷺ کو مسجد بنانے کا حکم ہوا آپ ﷺ نے بنی نجار والوں کو بلا بھیجا اور کہا اے بنی نجار کے لوگوں یہ باغ میرے ہاتھ قیمت لے کر بیچ دو انھوں نے کہا ہم اس کی قیمت صرف اللہ ہی



سے مانگتے ہیں۔

اس جگہ مشرکین کی قبریں اور کوڑا کرکٹ جمع کرنے کی جگہ تھی۔ اور اس میں کھجور کے درخت بھی تھے آپ ﷺ نے مشرکین کی قبروں کو کھود دینے اور خرابہ کو برابر کر دینے اور کھجور کے درختوں کو کاٹ دینے کا حکم دیا کھجوروں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قبلہ کی طرف رکھ دیا۔ اور اس کے طول کو قبلہ سے لے کر پیچھے تک رکھ دیا۔ جس کی لمبائی سو گز تھی اسی طرح سے اس کے دونوں طرف سے یا پیچھے سے بھی بنا دیا۔ اور اس کی بنیاد تقریباً تیس گز گہری کھودی پھر اس پر کچی اینٹوں سے مسجد بنانا شروع کر دی اور اس کی چوکھٹ کے نیچے پتھر رکھ دیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پتھر ڈھوتے وقت یہ شعر گنگناتے تھے اور آپ ﷺ ان کے ساتھ ہوتے تھے۔

اللَّهُمَّ إِنَّ الْأَجْرَ الْأَخِيرَ

فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ

”اے اللہ آخرت کی بھلائی کے سوا کوئی بھلائی نہیں ہے۔ اے اللہ تو انصار

اور مہاجرین کی مغفرت فرما دے۔“

صحابہ رضی اللہ عنہم اور آپ ﷺ نے مسجد کا قبلہ بیت المقدس کی طرف رکھا اور اس کے تین دروازے بنائے ایک پیچھے کی طرف سے دوسرا باب الرحمتہ اور تیسرا دروازہ جس سے رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوتے تھے۔ مسجد سے متصل ہی اسی طرح کچی اینٹوں سے آپ کی بیگمات کے گھر بنائے گئے جن کی چھت کھجور کے پتوں اور اس کے تنوں سے بنائی گئی اس سے فارغ ہونے کے بعد ہی رسول اللہ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کو رخصت کر کے اس گھر میں آئے جسے آپ نے ان کے لیے مسجد کی مشرقی جانب بنایا تھا اور آج تک وہی ان کے حجرے کی جگہ ہے اور آپ ﷺ نے اپنی بیوی سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے لیے ایک دوسرا گھر بنایا۔

## مہاجرین و انصار کو بھائی بنانے والے

مہاجرین جب مکہ سے مدینہ آئے تو انہیں اقتصادی اور سماجی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جنہیں حل کرنے کی فوری ضرورت تھی چنانچہ نبی کریم ﷺ نے مہاجرین اور انصار صحابہ کرام کے درمیان ایمان و اسلام کی بنیاد پر بھائی چارہ قائم کیا۔

تا کہ مہاجرین کے ذہنوں سے غربت و اجنبیت اور اہل و اقارب کی دوری کا احساس ختم ہو۔ اور ان میں سے بعض بعض کے لیے دست و بازو بن جائیں۔ انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے مہاجر بھائیوں کے لیے اپنی طرف سے کسی طرح کا بخل نہیں دکھایا۔ بلکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو پیشکش کی کہ آپ ﷺ ان کے کھجور کے باغات ان کے اور مہاجر بھائیوں کے درمیان تقسیم کر دیں۔ لیکن آپ ﷺ نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ اپنے باغات کی نگرانی خود کریں۔ اور انہیں اپنے لیے باقی رکھیں اور اپنے مہاجر بھائیوں کو کھجوروں کا ایک حصہ دیا کریں۔

انصار نے رسول اللہ ﷺ کو یہ پیشکش بھی کی کہ آپ ان کے مکانات ان سے لے کر ان میں جس طرح چاہیں تصرف کریں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں کلمہ خیر کہا اور مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے ایسی زمینوں میں گھر بنایا جنہیں انصار نے ان کے لیے ہبہ کیا تھا نیز ایسی زمینوں میں جن کا کوئی مالک نہیں تھا۔

## قیصر شاہ روم کے نام خط لکھنے والے

آپ ﷺ نے دجیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو بصری کے گورنر کے پاس بھیجا اور اس نے وہ خط ہرقل کے پاس پہنچا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب شاہ روم کو خط لکھنا چاہا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے کہا کہ وہ لوگ غیر مہر کردہ خط کو نہیں پڑھتے تو آپ ﷺ نے چاندی کی مہر بنائی جس پر ”محمد رسول اللہ“ ﷺ لکھا ہوا تھا۔ ہرقل کو خط بھیجا گیا۔ ”بسم اللہ الرحمن

① صحیح بخاری (۳۷۸۲) ② انساب الأشراف بلاذری (۲۷/۱)

الرحیم۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہر قلعہ عظیم روم کے نام اللہ کی سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت قبول کر لی۔ میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں تم مسلمان ہو جاؤ تو سلامتی پاؤ گے اور اللہ تمہیں دوہرا اجر دے گا۔ اور اگر تم نے منہ پھیر لیا تو تم پر اریسیوں کا گناہ بھی لا دیا جائے گا۔“

اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی ہے:

﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا

نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا﴾ [آل عمران: 64]

”اے اہل کتاب آؤ ایک کلمہ پر جمع ہو جائیں جس میں ہم اور تم برابر ہیں وہ یہ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں۔“

نجاشی کو خط لکھنے والے

رسول اللہ ﷺ نے حبشہ کے بادشاہ اصمہ نجاشی کو خط لکھا تھا جو پہلے ہی مسلمان ہو چکا تھا۔

بنام کسریٰ خط لکھنے والے

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی سند سے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما تک پہنچتی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے کسریٰ کے نام اپنا مکتوب عبد اللہ بن خذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بھیجا۔

- ① الصادق الامین (۱/۵۲۴۰۱۳)
- ② صحیح البخاری الجہاد (۲۹۳۱) صحیح مسلم الجہاد (۱۷۷۳)
- ③ صحیح مسلم، الجہاد والسير، باب کتاب النبی ﷺ إلى ملوک الکفار يدعوهم إلى الإسلام (۱۷۷۳)
- ④ صحیح البخاری، المغازی، باب کتاب النبی ﷺ إلى کسریٰ و قیصر (۴۴۲۴)

## بنام حارث بن ابی شمر غسانی

واقدی کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منذر بن ابی حارث بن ابی شمر غسانی کے نام خط لکھا اور شجاع بن وہیب رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا اور واقدی نے اس خط کی عبارت بھی بیان کی ہے۔ حارث خط پڑھ کر بہت چیں بجیں ہوا اور اسلام قبول کرنے پر راضی نہ ہوا بلکہ مدینہ منورہ پر حملہ آور ہونے کے لیے فوجیں جمع کرنا شروع کر دیں ہرقل نے دخل اندازی کی اور اسے ایلیا (بیت المقدس) بلایا۔ اس روایت کو طبری نے واقدی کی سند سے نقل کیا ہے۔

## ہوذہ بن علی حنفی سردار یمامہ کو خط لکھنے والے

رسول اللہ ﷺ نے اس کے نام خط لکھا کر سلیط بن عمرو رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بھیجا سلیط ان چھ آدمیوں میں شامل تھے۔ جو رسول اللہ ﷺ کی حدیبیہ سے مدینہ واپسی کے بعد بیک وقت خطوط لے کر چلے تھے۔ ہوذہ نے خط پڑھنے کے بعد اسلام قبول کرنے کے لیے ایک شرط لگائی کہ نبی ﷺ اپنے ساتھ مجھے بھی اقتدار میں شریک کر لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بات نہ مانی وہ مسلمان نہ ہوا رسول اللہ ﷺ واپس مکہ تشریف لائے تو یہ شخص مر گیا۔

## مقوقس شاہ مصر کے نام خط لکھنے والے

رسول اللہ ﷺ نے اپنا نامہ مبارک اسکندریہ کے بادشاہ اور قبٹیوں کے سردار مقوقس کو حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ خط بھیجا اس نے اچھا جواب دیا۔ اور معالے کو قریب کیا لیکن وہ مسلمان نہ ہوا۔

① تاریخ الطبری (۲/۶۲۵)

② عیون الأثر (۲/۲۶۹-۲۷۰) وأعلام السائلین (۱۰۵-۷۰۱)

③ طبقات ابن سعد (۱/۲۶۰-۲۶۱)

منذر بن ساویٰ عبدی کو خط لکھنے والے

ابن سید الناس کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے منذر بن ساویٰ عبدی امیر بحرین کے نام خط لکھ کر ابوالعلاء حضرت رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا۔<sup>①</sup>

جلندی کے بیٹوں جعفر اور عبد کو خط لکھنے والے

رسول اللہ ﷺ نے ذوالقعدہ ۸ھ میں عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو عمان میں جعفر اور عبد کی طرف نامہ مبارک دے کر بھیجا یہ دونوں مسلمان ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو اپنے علاقے کی حکمی زکوٰۃ حوالے کی رسول اللہ ﷺ نے اس علاقے کی حکومت انھیں کے پاس رہنے دی۔<sup>②</sup>

① عیون الأثر (۲/۲۶۶-۲۶۷)

② عیون الأثر، لابن سید الناس (۲/۲۶۷) ونصب الرایة (۳/۳۲۳-۳۲۴)

## آداب نبویہ ﷺ

## بچوں پر شفقت کرنے والے

نبی اکرم ﷺ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو بوسہ دیا۔ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے۔ وہ بولے:

[إِنَّ لِي عَشْرَةَ مِنْ الْوَالِدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا.]

”میرے دس بچے ہیں میں نے کبھی کسی کو بوسہ نہیں دیا۔“

آپ ﷺ نے فرمایا:

[مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ.]

”جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔“

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھے پکڑ کر اپنی ران پر بٹھا لیتے اور

حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو دوسری ران پر پھر ہم دونوں کو اپنے ساتھ لگا لیتے اور فرماتے:

[اللَّهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّي أَرْحَمُهُمَا.]

”اے اللہ ان دونوں پر رحم فرما مجھے ان دونوں پر رحم آتا ہے۔“

## پڑوسیوں کا احترام کرنے والے

پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں آپ ﷺ نے بڑے تاکید کی الفاظ

① صحیح بخاری، الادب، باب رحمة الولد و تقبيله (۵۹۹۷)

② صحیح بخاری، الادب، باب وضع الصبي على الفخذ (۶۰۰۳)

استعمال کیے ہیں۔ ایک موقع پر فرمایا:

[مَا زَالَ جَبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ  
سَيُورَثُهُ.]

”جبریل مجھے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی اتنی تاکید کرتا رہا کہ مجھے خیال  
ہوا کہ وہ عنقریب اسے وارث بنا دے گا۔“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

[يَا أَبَا ذَرٍّ إِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً فَأَكْثِرْ مَاءَهَا وَتَعَاهَدْ  
جِيرَانَكَ.]

”ابو ذر جب تم گھر میں شور باپکاؤ تو اس کا پانی زیادہ کر لیا کرو اور اپنے  
پڑوسیوں کا خیال رکھا کرو۔“

آپ ﷺ نے فرمایا:

[مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ.]

”جو اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ  
دے۔“

## ماں باپ کا احترام کرنے والے

رسول اللہ ﷺ کے کمال اخلاق کی ایک مثال یہ ہے کہ آپ نے والدین سے حسن

سلوک کے بارے میں بڑی تاکید کی ہے۔

اور اس نیکی کی بہت عظمت بیان کی ہے۔ جب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آپ سے

① صحیح بخاری، الادب، باب الوصیۃ بالجار والاحسان الیہ (۲۶۲۴-۲۶۲۵)

② صحیح مسلم، البر والصلۃ، باب الوصیۃ بالجار والاحسان الیہ (۱۳۲) (۲۶۲۵)

③ صحیح بخاری، الأدب، باب من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یؤذ  
جارہ (۲۰۱۸)

پوچھا اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے پسندیدہ عمل کون سا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

[الصَّلَاةُ عَلَى وَقْتِهَا.]

”وقت پر نماز ادا کرنا“

انہوں نے پوچھا پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

[بِرُّ الْوَالِدَيْنِ.]

”والدین سے نیک سلوک کرنا“

انہوں نے کہا پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

[الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ.]

”اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔“

معاویہ بن حیدرة القشیری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا میں کس سے نیک سلوک کروں؟ فرمایا: ”اُمِّكَ“ اپنی والدہ سے میں نے کہا پھر کس سے آپ ﷺ نے فرمایا: ”اُمِّكَ“ اپنی والدہ سے میں نے کہا پھر کس سے آپ ﷺ نے فرمایا:

[ثُمَّ أَبَاكَ ثُمَّ الْأَقْرَبَ فَالْأَقْرَبَ.]

”پھر اپنے باپ سے پھر قریب ترین سے پھر اس کے بعد قریب ترین سے۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[لَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبِ عَبْدٍ الْإِيمَانُ وَالْحَسَدُ.]

”دو چیزیں ایک مومن بندے کے دل میں جمع نہیں ہو سکتیں ایمان اور حسد۔“

① صحیح بخاری، الأدب، باب البر والصلوة (۵۹۷۰)

② جامع الترمذی، البر والصلوة، باب ماجاء فی بر الوالدین (۱۸۹۷)

③ سنن نسائی، الجہاد، باب فضل من عمل فی سبیل اللہ علی قدمہ (۳۱۱۱) البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔



## سادہ لباس اور بستروالے

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا انھوں نے ایک موٹا سا تہبند نکال کر ہمیں دکھایا جو یمن میں تیار ہوتا تھا۔ اور ایک اوڑھنے والی چادر بھی دکھائی جسے ”مَلْبَدَةٌ“ (موٹی چادر) کہا جاتا تھا۔ پھر انھوں نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ان دو کپڑوں میں وفات پائی۔<sup>۱</sup>

## حسد و بغض نہ کرنے والے

رسول اللہ ﷺ نے نفرت، حسد اور بدگمانی کی مذمت فرمائی ہے۔ ان سے دل بگڑ جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”بدگمانی سے بچو یقیناً بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔ کسی کی بات چوری چھپے نہ سنو۔ کسی کی جاسوسی نہ کرو۔ آپس میں حسد نہ کرو کسی سے قطع تعلق نہ کرو اور آپس میں بغض نہ رکھو اور اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔“<sup>۲</sup>

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”پہلی امتوں کی بیماری حسد اور بغض تم میں بھی سیرایت کر گئی ہے اور یہ مونڈ دینے والی بیماری ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ بالوں کو مونڈتی ہے بلکہ یہ دین کو مونڈ دیتی ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ کرو کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو تم میں محبت کو قائم کر دے۔ اپنے درمیان سلام عام کرو۔“<sup>۳</sup>

① صحیح مسلم، اللباس والزینة، باب التواضع فی اللباس (۲۰۸۰)  
 ② صحیح بخاری، الأدب، باب ما ینھی عن التحاسد والتدابیر (۲۰۲۳) و صحیح مسلم، ألبس والصلوة والأدب، باب تحريم الظن والتجسس... (۲۵۲۳)  
 ③ جامع الترمذی، صفة القیامہ، باب فی فضل اصلاح ذات البین (۲۵۱۰) حسن

کنجوسی نہ کرنے والے

رسول اللہ ﷺ نے کنجوسی سے منع فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:  
 ”کنجوسی سے بچو کنجوسی نے تم سے پہلی قوموں کو تباہ و برباد کیا اس کی وجہ سے  
 انھوں نے ایک دوسرے کے خون بہائے اور حرمتوں کو پامال کیا۔“

رسول اللہ ﷺ نے کبیرہ گناہ شمار کرتے ہوئے فرمایا:  
 ”اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، کنجوسی کرنا اس جان کو ناحق قتل کرنا جسے اللہ  
 نے حرام ٹھہرایا ہے، سود کھانا یتیم کا مال کھانا جنگ کے دن پیٹھ دکھا جانا اور  
 پاکدامن بھولی بھالی عورتوں پر بہتان لگانا۔“  
 اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

”آدم کے بیٹے تو زیادہ مال خرچ کر یہ تیرے لیے زیادہ بہتر ہے اور اسے  
 سنبھالے رکھنا تیرے لیے برا ہوگا ضرورت کے مطابق روزی حاصل کرنے  
 پر تجھے کوئی ملامت نہیں کی جائے گی سب سے پہلے اس پر خرچ کر جس کا تو  
 ذمہ دار ہے اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔“

صحیح مسلم، الزکوٰۃ، باب بیان ان الید العلیا خیر من الید السفلی (۱۰۳۶)

بیویوں کے درمیان عدل کرنے والے

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ازواج مطہرات کی  
 باریاں تقسیم کرتے اور انصاف کرتے اور فرماتے:

[اللَّهُمَّ هَذَا قَسْمِي فِيمَا أَمْلِكُ فَلَا تَلْمَنِي فِيمَا تَمْلِكُ

۱ صحیح مسلم، ألب و الصلہ و الادب، باب تحریم الظلم (۲۵۷۸)  
 ۲ سنن نسائی، الوصایا، باب إجتنب أكل مال الیتیم (۳۷۰۱) علامہ البانی رضی اللہ عنہ نے اس  
 حدیث کو صحیح کہا ہے۔  
 ۳ جامع الترمذی، صفة القیامہ، باب فی فضل اصلاح ذات البین (۲۵۱۰) حسن

وَلَا أَمْلِكُ.]

”اے اللہ! جس چیز کا میں مالک ہوں اس میں یہ میری تقسیم ہے۔ جس چیز کا تو مالک ہے اور مجھے اس میں اختیار نہیں (قلبی میلان) اس میں مجھے ملامت نہ کرنا۔“

### قناعت پسندی کرنے والے

نبی کریم ﷺ نے قناعت (تھوڑے پر صبر کرنے) اور زہد (دنیا سے بے رغبت رہنے) کی ترغیب دلائی ہے اس میں افراد اور معاشرے کے لیے بہت سے فوائد پوشیدہ ہیں اس کے برعکس لالچ انسان کو خراب کرتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی نہ رہے تو زندگی کے تمام معاملات میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کئی ارشادات ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[طُوبَى لِمَنْ هُدِيَ إِلَى الْإِسْلَامِ وَكَانَ عَيْشُهُ كِفَافًا وَقَنِيعًا.]

”خوشخبری ہے اس شخص کے لیے جسے اسلام کی ہدایت نصیب ہوگئی ضرورت کے مطابق سامان زندگی مل گیا اور اس نے قناعت اختیار کی۔“

[قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ وَرُزِقَ كِفَافًا وَقَنِعَهُ اللَّهُ بِمَا آتَاهُ.]

”وہ شخص کامیاب ہے جو مطیع و فرمانبردار ہو گیا۔ اسے ضرورت کے مطابق رزق مل گیا اور اللہ نے اسے اپنے عطا کردہ رزق پر راضی اور مطمئن کر

① سنن ابی داود، النکاح، باب فی القسم بین النساء (۲۱۳۲) وجامع الترمذی، النکاح، باب ماجاء فی التسویة بین الضرائر (۱۱۳۰) والمستدرک للحاکم (۱۸۷/۲) حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

② جامع الترمذی، الزهد، باب ماجاء فی الکفاف والصبر علیہ (۲۳۳۹) ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

دیا۔“

## خوراک کو تکلف سے پاک رکھنے والے

نبی کریم ﷺ کے خادم خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں کبھی گوشت اور روٹی کا کھانا صبح و شام موجود نہیں رہا۔ ہاں جب مہمان آتے تو ایسا ہوتا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”آل محمد ﷺ نے لگاتار دو دن جو کی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے۔“

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل خانہ مسلسل کئی راتیں بھوکے سوتے تھے انھیں رات کا کھانا میسر نہیں آتا تھا۔ ان کی زیادہ تر روٹی جو کی ہوتی تھی۔“

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ:

ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ہاں جاتے تو عموماً ان کا باورچی روٹی پکا رہا ہوتا وہ کہتے کھاؤ! میرے علم کے مطابق:

”رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات تک میدے کی چپاتی اور بھنی ہوئی بکری کبھی اپنی آنکھ سے نہ دیکھی ہوگی۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

- ① صحیح مسلم، الزکاء، فی الکفاف والقناعة (۱۰۵۳)
- ② مختصر شمائل ترمذی للألبانی (ص ۸۳)
- ③ صحیح مسلم، الزہد، باب الدنيا سجن المؤمن و جنة الكافر (۲۹۷۰)
- ④ مختصر شمائل ترمذی للألبانی (ص ۸۷) البانی رضی اللہ عنہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔
- ⑤ صحیح بخاری، الرقاق، باب کیف كان عيش النبي ﷺ و أصحابه (۶۳۵۷)

”نبی کریم ﷺ نے مرتے دم تک کھانا میز یا تپائی وغیرہ پر رکھ کر نہیں کھایا۔“

### ماں کا احترام کرنے والے

یحییٰ بن سعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سب میں زیادہ فصیح میں ہوں۔ اس لیے کہ میں قریش میں سے ہوں اور میری زبان بنی سعد بن بکر کی زبان ہے جو فصحاء عرب مشہور تھے۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ قبیلہ بنی سعد کے ایک بزرگ سے روایت کرتے ہیں۔ حلیمہ بنت عبد اللہ (ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس) کے پہنچیں یہ وہ زمانہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر چکے تھے۔ حلیمہ نے آپ ﷺ سے قحط و گرانی اور مویشیوں کے ہلاک ہو جانے کی شکایت کی آپ ﷺ نے اس بارے میں خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بات کی تو انھوں نے حلیمہ کو چالیس بکریاں دیں اور سواری کے لیے ایک اونٹ عنایت کیا جو سامان و متاع سے لدا ہوا تھا۔ حلیمہ یہ سب لے کر اپنے اہل و عیال میں واپس آ گئیں۔

محمد بن المنکدر کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے حضور ایک عورت جس نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔ آنے کی اجازت طلب کی جب یہ خاتون حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا میری ماں میری ماں آپ ﷺ نے اپنی چادر ان کے لیے بچھا دی جس پر وہ بیٹھیں۔

### جانی دشمنوں سے حسن سلوک کرنے والے

تمامہ رضی اللہ عنہ مکہ پہنچے تو وہاں کے ایک شخص نے پوچھا! کہ تم صابی بن گئے۔؟  
تمامہ رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں میں محمد ﷺ پر ایمان لایا ہوں اور اسلام قبول کیا ہے۔ اور اب یہ

① صحیح بخاری، البرقاق، باب فضل الفقر (۶۳۵۰)

② طبقات ابن سعد (۱۳۲۲/۱۳۱۱)

یاد رکھنا کہ ملک یمامہ سے تمہارے لیے گندم کا ایک دانہ بھی نہیں آئے گا۔ جب تک نبی کریم ﷺ کی اجازت نہ ہوگی۔<sup>❶</sup>

تمامہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ملک پہنچتے ہی مکہ کی طرف آنے والا اناج بند کر دیا غلہ کی آمد رک جانے سے اہل مکہ بلبلا اٹھے اور آخر نبی کریم ﷺ ہی سے انھیں التجا کرنی پڑی نبی ﷺ نے تمامہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ غلہ بدستور جانے دو (ان دنوں اہل مکہ نبی ﷺ کے جانی دشمن تھے) اس قصہ سے نہ صرف یہ ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کیونکر ایک شخص کی جان بخشی فرمائی جو خود بھی اپنے آپ کو واجب القتل سمجھتا تھا۔ اور نہ صرف یہی ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کے پاکیزہ حالات اور اخلاق کا کیسا گہرا اثر لوگوں پر پڑتا تھا۔

کہ تمامہ رضی اللہ عنہ جیسا شخص جو اسلام اور مدینہ اور آپ ﷺ سے سخت نفرت و عداوت رکھتا تھا تین روز کے بعد بخوشی مسلمان ہو گیا تھا۔ بلکہ نبی ﷺ کی نیکی اور ظنیت کی پاکی و رحم دلی کا ثبوت اس طرح ملتا ہے کہ مکہ کے جن کافروں نے آپ ﷺ کو مکہ سے نکالا تھا اور بدر احد اور خندق میں اب تک نبی ﷺ اور مسلمانوں کو تباہ برباد کرنے کے لیے ساری طاقت صرف کر چکے تھے ان کے لیے رحمۃ العالمین یہ پسند نہیں فرماتے کہ ان کا غلہ روک دیا جائے اور ان کو تنگ و ذلیل کر کے اپنا فرما بردار بنایا جائے۔<sup>❷</sup>

### بیٹوں سے محبت کرنے والے

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ میرا ہاتھ پکڑ کر اس نخلستان کی طرف لے چلے جہاں ابراہیم تھے ان کا دم نکل ہی رہا تھا کہ آپ نے میری آغوش میں دے دیا۔ آپ ﷺ یہ دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ رورہے ہیں۔؟ آپ نے بکا سے منع نہیں کیا تھا۔؟

آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے نوحہ کی ممانعت کی تھی دو احمقانہ فاجرانہ آوازوں کی

❶ صحیح بخاری، المغازی (۲۳۷۲) عن ابی ہریرہ

❷ رحمۃ العالمین (۲۹۶۵۲۹۵/۱)

ممانعت کی تھی ایک آواز وہ کہ عیش و نعمت کے وقت بلند ہو جو لہو و لعب اور مزا میر شیطان ہے۔ اور دوسری آواز جو مصیبت کے وقت نکلے جو چہروں کو خراشنا گریبان پھاڑنا اور شیطان کی جھنکار ہے۔

اے ابراہیم اگر موت کا معاملہ برحق نہ ہوتا اگر یہ وعدہ صادق نہ ہوتا اگر یہ ایسا راستہ نہ ہوتا جس پر سب ہی کو چلنا ہے اور ہم میں جو پیچھے رہ گئے ہیں۔ وہ بھی اگلوں کے ساتھ عنقریب شامل ہو جانے والے ہیں۔ تو ہم تجھ پہ اس سے کہیں زیادہ سخت رنج کرتے۔<sup>۱</sup>

### مریض کی عیادت کرنے والے

ابوصحری العقلمی سے مروی ہے۔ کہ میں مدینہ گیا تو رسول اللہ ﷺ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے آگے چل رہے تھے۔ آپ ﷺ ایک یہودی کے پاس سے گزرے جس کے پاس ایک دفتر تھا اس میں تورات تھی۔ وہ اپنے ایک مریض بھتیجے کو پڑھ کر سنارہا تھا۔ جو اس کے سامنے تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں تجھے اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات کو نازل کیا۔ اور بنی اسرائیل کے لیے سمندر میں راستہ بنا دیا۔ کیا تو اپنی تورات میں میری صفت و ذکر اور میرے ظہور کا مقام پاتا ہے۔ اس نے اپنے سر کے اشارہ سے کہا نہیں۔ اس کے بھتیجے نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی اور بنی اسرائیل کے لیے سمندر میں راستہ بنا دیا۔ بے شک یہ شخص اپنی کتاب میں آپ کی نعت اور آپ کا زمانہ اور آپ کی صفت اور آپ کے ظہور کا مقام لکھا ہوا پاتا ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس یہودی کو اپنے ساتھی کے پاس سے اٹھا دو اس نوجوان کی روح قبض کر لی گئی تو نبی ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اسے دفن کیا۔<sup>۲</sup>

① طبقات ابن سعد (۱/۱۵۷)

② طبقات ابن سعد (۲۰۲/۱)

## طالب علموں سے محبت کرنے والے

نبی رحمت ﷺ اہل صفہ کے پاس جا کر بیٹھتے۔ ان سے ملاقات کرتے خیریت دریافت کرتے اور احوال معلوم کرتے انھیں آخرت یادلاتے قرآن کی قرأت اور قرآن پر غور و فکر کی جانب توجہ دلاتے انھیں ذکر الہی اور آخرت پر نگاہ جمائے رکھنے کی تلقین کرتے دنیا سے بے رغبتی کی تلقین کرتے اور دنیاوی آرائش کی جانب سرپٹ بھاگنے کی تمنا کا علاج کرتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا تمہارے ابا جان کے پاس غلام لونڈیاں اور مال آیا ہے اور خدمت کے لیے کسی کو لے آؤ۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں اللہ کی قسم چکی چلا چلا کر میرے ہاتھوں پر چھالے پڑ گئے ہیں۔ چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے ابا جان کے پاس آئیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا بیٹی کیسے آنا ہوا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ابا جی بس سلام کرنے آئی تھی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا شرمائیں اور کچھ مانگے بغیر ہی واپس چلی گئیں جب گھر گئیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا بنا؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں اللہ کی قسم مجھے مانگتے ہوئے شرم آگئی اور میں خالی ہاتھ ہی واپس آگئی ہوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے آؤ اکٹھے چلتے ہیں۔ اب دونوں آئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بولے اے اللہ کے رسول ﷺ فاطمہ رضی اللہ عنہا کہہ رہیں ہیں کہ آٹا پیس پیس کر میرے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں۔ اور آپ ﷺ کے پاس غلام لونڈیاں اور مال و دولت آیا ہے ہمیں بھی عطا فرمادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”میں تمہیں غلام فراہم کر دوں اور اہل صفہ کو چھوڑ دوں کہ ان کے پیٹ فاقوں سے دہرے ہوتے رہیں صورتحال یہ ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں جو میں ان پر خرچ کروں۔ اب یہ جو کچھ آیا ہے انھیں فروخت کے لیے بھیجوں



گا اور ملنے والی رقم ان پر خرچ کروں گا۔“

یہ بات سن کر دونوں میاں بیوی واپس گھر چلے گئے۔ اللہ کے رسول ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے تو دیکھا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بستر بڑا چھوٹا ہے۔ اوڑھنے والی چادریں بھی چھوٹی ہیں۔ آپ ﷺ نے ان دونوں کو ہر نماز کے بعد دس دس بار سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر کے کلمات بتلا دئے اور جو کچھ مال تھا وہ صفہ والوں کو دے دیا۔

بیماروں کی عیادت فرماتے ان کی رہنمائی کرتے غم گساری کرتے جب اللہ کے رسول ﷺ کے پاس صدقے کی کوئی چیز آتی اسے اہل صفہ کی طرف بھیج دیتے اور اس سے خود کچھ بھی نہ لیتے اور جب کوئی ہدیہ آتا تو اسے بھی اہل صفہ کی طرف روانہ کر دیتے لیکن اہل صفہ کے پاس بیٹھ کر تحفے کے اس کھانے میں شامل ہو جاتے۔

## طہارت حاصل کرنے والے

رسول اللہ ﷺ نے میلا کچھلا رہنے کی مذمت فرمائی جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ آپ نے ایک پراگندہ حال آدمی دیکھا جس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[أَمَا كَانَ يَجِدُ مَا يُسْكِنُ بِهِ شَعْرَهُ]

”کیا اس کے پاس کوئی چیز نہیں کہ وہ بال سنوارے۔“

## عاجزی انکساری کرنے والے

رسول اللہ ﷺ نے اپنی شان میں مبالغہ آرائی سے منع کرتے ہوئے فرمایا: میری شان میں مبالغہ آرائی نہ کرنا جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ساتھ کیا۔

① مسند احمد (۱/۱۰۳)

② بخاری (۶۳۵۲) و ترمذی (۶۳۷۷) اسنادہ حسن لذاتہ و ابن حبان (۶۵۳۵) و اسنادہ صحیح

میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ﷺ ہی کہو۔<sup>۱</sup>

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت کی عقل میں کچھ خرابی تھی۔ وہ ایک دن کہنے لگی اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے آپ ﷺ سے کام ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی بندی مدینہ منورہ کی جس گلی میں بھی تمہیں کام ہے۔ میں جانے کے لیے تیار ہوں۔ پھر آپ ﷺ اس کے ساتھ ایک گلی میں گئے اور اس کا کام کیا۔<sup>۲</sup>

امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ اس کے ساتھ چلتے چلتے راستے میں ایک جگہ کھڑے ہو گئے تاکہ آپ اس کی بات کو علیحدگی سے سن کر اسے جواب دیں۔<sup>۳</sup>

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ بیمار کی بیمار پرسی کرنے جاتے جنازے کے ساتھ تشریف لے جاتے غلام کی دعوت بھی قبول فرما لیتے گدھے پر سواری کر لیتے غزوہ خیبر، غزوہ بنو قریظہ اور غزوہ بنو نضیر میں آپ گدھے ہی پر سوار تھے جس کو کھجور کی رسی کی لگام ڈالی گئی تھی اور اس کی کمر پر پالان تھا۔ جس کے اندر کھجور کی چھال تھی۔<sup>۴</sup>

غصہ نہ کرنے والے

رسول اللہ ﷺ نیز صورت سے زیادہ غصے سے منع کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

[ "لَا تَغْضَبُ" . فَرَدَّدَ مِرَارًا ، قَالَ : "لَا تَغْضَبُ" . ]

”ایک آدمی نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائے

تو آپ ﷺ نے فرمایا غصہ نہ کر پھر بار بار اس نے یہ سوال دہرایا، آپ ﷺ

① صحیح بخاری، أحادیث الأنبياء، باب قول الله تعالى واذكروا في الكتاب مريم (۳۳۵)

② صحیح مسلم، الفضائل، باب قربه من الناس (۲۳۲۶) ومختصر شمائل الترمذی (ص/۱۷۶)

③ الخصائص الكبرى (۲/۳۳۲) ④ اخلاق النبی ﷺ (ص/۶۲)

نے فرمایا غصہ نہ کر۔“

## جانوروں کے حقوق کا خیال کرنے والے

نبی رحمت ﷺ کی شفقت جانوروں، پرندوں غرض ہر ذی روح تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس کے بارے میں بھی آپ ﷺ کے ارشادات عالیہ ملاحظہ ہوں۔

[مَا مِنْ مُسْلِمٍ غَرَسَ غَرْسًا فَأَكَلَ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ دَابَّةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ.]

”جو مسلمان کوئی درخت یا فصل کاشت کرے پھر اس سے کوئی انسان یا جانور کھائے تو یہ اس کے لیے صدقہ ہوگا۔“

رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: ایک دفعہ ایک آدمی ایک راستے پر جا رہا تھا کہ اسے سخت پیاس لگی اسے ایک کنواں نظر آیا۔ وہ کنویں میں اتر اور پانی پیا پھر باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک کتاباںپ رہا ہے اور گیلی مٹی چاٹ رہا ہے۔ وہ آدمی بولا اس کتے کو بھی اتنی ہی پیاس لگی ہوگی جتنی مجھے لگی تھی وہ دوبارہ کنویں میں اتر اپنا موزہ پانی سے بھرا اور منہ میں موزہ تھام کر اوپر چڑھا اور کتے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے خوش ہو کر اسے معاف فرما دیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کیا جانوروں میں ہمارے لیے اجر ہے؟ فرمایا:

[فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٌ أَجْرٌ.]

”ہاں ہر ذی روح میں اجر ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک دفعہ ایک کتا کنویں کے ارد گرد پیاس سے ہلکان گھومتا پھر رہا تھا۔ وہ جان بلب تھا۔ ایک بدکار عورت نے اسے دیکھ لیا۔ اس نے اپنا موزہ اتارا اور اس میں پانی بھر کر کتے کو پلایا اس نیکی کی

① صحیح بخاری، الأدب، باب الحذر من الغضب (۶۱۱۶)

② صحیح بخاری، الأدب، باب رحمة الناس والبہائم (۶۰۱۲)

③ صحیح بخاری، الأدب، باب رحمة الناس والبہائم (۶۰۰۹)

بدولت اسے معاف کر دیا گیا۔<sup>۱</sup>

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا:

[عُذِّبَتْ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ سَجَنَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ، فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ، لَا هِيَ أَطْعَمَتْهَا وَلَا سَقَتْهَا إِذْ حَبَسَتْهَا، وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَائِشِ الْأَرْضِ.]

”ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے بتلائے عذاب ہونا پڑا اس نے ایک بلی کو باندھے رکھا نہ کچھ کھلایا پلایا نہ اسے چھوڑا کہ کیڑے مکوڑوں میں سے (اپنی خوارک تلاش کر کے) کھا لیتی۔“<sup>۲</sup>

واقدی نے مغازی میں نقل کیا ہے کہ فتح مکہ کے سفر کے دوران وادی عرج کے قریب رسول اللہ ﷺ نے ایک کتیا کو دیکھا وہ اپنے بچوں کو دودھ پلا رہی تھی آپ ﷺ نے حضرت جمیل بن سراقہ رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا کہ اس کے قریب کھڑے رہیں اور کسی لشکر کو اس کے یا اس کے بچوں کے قریب نہ آنے دیں۔<sup>۳</sup>

مریضوں کا خیال رکھنے والے

رسول اللہ ﷺ نے مریض کی عیادت کی خصوصی تاکید فرمائی ہے۔ اس لیے کہ انسان بیماری کی حالت میں انتہائی کمزور ہوتا ہے۔ اس کے بارے میں آپ ﷺ کے فرامین ملاحظہ ہوں۔

[عَوِدُوا الْمَرْضَى، وَاتَّبِعُوا الْجَنَائِزَ تَذَكُّرُكُمْ الْآخِرَةَ.]

① صحیح بخاری، أحادیث الأنبياء، (۳۴۶۷) وصحیح مسلم، السلام، باب فضل

سقى البهائم (۲۲۳۵)

② صحیح بخاری، أحادیث الأنبياء (۳۳۸۲)

③ المغازی للواقدی (۸۰۳/۲)

”مریضوں کی بیمار پرسی کرو۔ جنازوں کے ساتھ جایا کرو اس سے تمہیں  
آخرت یاد آئے گی۔“

[أَطْعِمُوا الْجَائِعَ ، وَعُودُوا الْمَرِيضَ ، وَفُكُّوا الْعَانِي .]  
”بھوکے کو کھانا کھلاؤ بیمار کی عیادت کرو اور قیدی کو چھڑاؤ۔“

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے  
[أَمَرْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِسَبْعٍ ، وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ ، أَمَرْنَا  
بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ .]

”ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا۔ اور سات چیزوں سے منع فرمایا۔ آپ ﷺ  
نے ہمیں بیمار کی بیمار پرسی کا بھی حکم دیا۔“

### غلاموں پر شفقت کرنے والے

رسول اللہ ﷺ کی شفقت نوکروں ، غلاموں ، ذمیوں اور کمزور لوگوں کے سوا  
جانوروں اور پرندوں تک تھی۔ اس کے بارے میں آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کی چند  
جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ اپنے نوکروں ، غلاموں کو  
اور اپنے آزاد کردہ غلاموں اور لونڈیوں کو اپنا دینی یا کم از کم انسانی بھائی سمجھیں جبکہ وہ  
مسلمان نہ ہوں۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
”وہ لوگ تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارا ماتحت بنا دیا ہے۔  
جو خود کھاؤ انہیں بھی کھلاؤ اور جو کود پہنوا انہیں بھی پہناؤ ان سے کوئی ایسا کام  
کرنے کو نہ کہو جو ان کے بس میں نہ ہو۔ اگر مجبوراً ایسا کام کرانا پڑے تو خود  
بھی ساتھ مل کر کام کرو۔“

- ① مسند أحمد (۳۸/۳) والسنن الكبرى للبيهقي (۳۷۳/۳)
- ② صحيح بخاری، المرضی، باب وجوب عيادة المريض (۵۶۳۹)
- ③ صحيح بخاری، الأدب، باب تسميت العاطس إذا حمد الله (۶۲۲۲)
- ④ صحيح مسلم، الايمان، باب اطعام المملوك مما ياكل (۱۶۶۱-۳۲۱۳)

رسول اللہ ﷺ نے مرض الموت میں غلاموں سے حسن سلوک کی وصیت فرمائی:

[اللَّهُ، اللَّهُ الصَّلَاةَ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ]

”اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو نماز کا خیال رکھو اور غلاموں کے حقوق ادا کرو۔“

## صلہ رحمی کرنے والے

رسول اللہ ﷺ نے بہت سے مقامات پر رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم

دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”قیامت کے دن ہر رشتہ داری انسان کے سامنے آئے گی اگر اس نے اس

رشتہ داری کو جوڑا ہوگا تو وہ اس کے حق میں صلہ رحمی کی گواہی دے گی اور اگر

اس نے رشتہ داری کو کاٹا ہوگا تو وہ اس کے خلاف قطع رحمی کی شہادت دے

گی۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[إِنَّ أَبَرَ الْبِرِّ صَلَّةُ الْوَالِدِ أَهْلَ وَدِّ أَبِيهِ.]

”سب سے بڑا حسن سلوک یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے دوستوں سے اچھا

سلوک کرے۔“

ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی کہ کوئی ایسا عمل بتائیں کہ میں جنت میں

داخل ہو جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

[تَعْبُدُ اللَّهَ، وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي

الزَّكَاةَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ.]

① صحیح ابن ماجہ للألبانی (۱۲۲۵)

② الأدب المفرد (۱/۱۵۶) (۷۳) سند کے راوی ثقہ ہیں۔

③ صحیح مسلم، البر والصلة والأدب، باب فضل صلة أصدقاء الأب والأم (۲۵۵۲)

”اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرا نماز قائم کر زکاۃ ادا کر اور رشتے داری ملا۔“

## گھر والوں کو پردے کا حکم دینے والے

رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو اظہار زینت سے منع فرمایا اور اس کے نقصانات سے آگاہ کیا کیونکہ اس سے مردوں اور عورتوں کے مابین فتنہ پیدا ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا:

[سَيَكُونُ آخِرَ أُمَّتِي نِسَاءً كَأَسِيَّاتٍ عَارِيَّاتٍ عَلَى

رُءُوسِهِنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْعَنُوهُنَّ فَإِنَّهُنَّ مَلْعُونَاتٌ]

”آخری دور میں میری امت میں ایسی عورتیں ہوں گی جو لباس پہننے کے

باوجود ننگی ہوں گی ان کے سروں پر بختی اونٹوں کی کوبانوں جیسے بالوں کے

گچھے ہوں گے ایسی عورتوں پر لعنت کرنا یہ ملعون عورتیں ہیں۔“

ایک روایت کے الفاظ ہیں:

[عَارِيَّاتٌ مُّمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ

الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا وَإِنَّ رِيحَهَا

لَتُوجَدُ مِنْ مَّسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا.]

”جہنمیوں کی دو قسمیں ہیں جنہیں میں نے ابھی تک نہیں دیکھا وہ لوگ جن

کے ہاتھوں میں گائے کی دم جیسے موٹے موٹے کوڑے ہوں گے جن سے وہ

لوگوں کو ماریں گے اور وہ عورتیں جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی لوگوں

کو اپنی طرف مائل کرنے والی خود لوگوں کی طرف مائل ہونے والی ان کے

① صحیح بخاری، الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ (۱۳۹۶) وصحیح مسلم، الإیمان،

باب بیان الإیمان الذی یدخل بہ الجنۃ (۱۳)

② المعجم الصغیر للطبرانی (۱۱۲۵) البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

سر پر بختی اونٹوں کے ٹیڑھے کو ہانوں کی طرح بالوں کے گچھے ہوں گے یہ جنت میں نہیں جائیں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنے فاصلے سے آرہی ہوگی۔“

### حیا والے

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ پر وہ نشین کنواری عورت سے بھی بڑھ کر حیا دار تھے۔ جب آپ ﷺ کسی ناپسندیدہ چیز کو دیکھتے تو ہم آپ ﷺ کے چہرے پر اس (ناگواری) کے آثار دیکھ لیتے۔“

آپ ﷺ نے فرمایا:

[الْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ.]

”حیا جب آتی ہے خیر ہی لاتی ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ الْأُولَى إِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ.]

”پہلی نبوتوں کی جو باتیں لوگوں نے پائی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ جب تمہیں حیا نہ آئے جو چاہو کرو۔“

رسول اللہ ﷺ حق کی بات کرنے سے کوئی شرم و حیا محسوس نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ اس کا تعلق دین کے علم سے ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ واقعی اللہ تعالیٰ حق سے نہیں شرماتا اگر

① صحیح مسلم، اللباس والزينة، باب النساء الكاسيات العاريات (۲۱۲۸-۵۵۸۲)  
 ② صحیح بخاری، المناقب، باب صفة النبي ﷺ (۳۵۶۲)  
 ③ صحیح بخاری، الأدب، باب الحياء (۶۱۱۷)  
 ④ صحیح البخاری، الأدب، باب إذا لم تستح فاصنع ما شئت (۶۱۲)



عورت کو احتلام ہو جائے تو کیا اس پر غسل واجب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں جب پانی دیکھے۔

بزرگوں کا احترام کرنے والے

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ حرم مکہ میں تشریف فرما تھے۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے باپ ابو قحافہ کو آپ ﷺ کی خدمت میں لائے۔ جب اللہ کے رسول ﷺ نے یہ منظر دیکھا تو فرمایا:

[هَلَّا تَرَكَتَ الشَّيْخَ فِي بَيْتِهِ حَتَّى أَكُونَ أَنَا آتِيَهُ فِيهِ.]

”ابوبکر رضی اللہ عنہ! بزرگوں کو گھر رہنے دینا تھا۔ میں خود ان کے پاس حاضر ہو جاتا۔“

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ آپ ان کے پاس چل کر کیوں جاتے۔ انہی کا حق ہے۔ کہ وہ چل کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ابو قحافہ کو اپنے سامنے بٹھا لیا۔ ان کے سینے پر ہاتھ مبارک پھیرا اور کہا مسلمان ہو جائیے۔ ابو قحافہ نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

اپنے ولیمہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو شریک کرنے والے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ جب صبح ہوئی تو اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: جس کے پاس ضرورت سفر سے زائد کھانے کا سامان ہو وہ سامان کو ہمارے پاس لائے۔ اب جس کے پاس کھجوریں ضرورت سے زیادہ تھیں وہ کھجوریں لا رہا تھا۔ کوئی جو لارہا تھا اور کوئی ستولا رہا تھا۔ حتیٰ کہ ایک ڈھیر لگ گیا ان ساری چیزوں کو ملا کر حیس (حلوہ) بنا دیا گیا۔

① صحیح بخاری، الأدب، باب يستحيا من الحق للفقہ فی الدین (۶۱۲۱)

② مستدرک الحاکم (۳/۴۶۳:۴۳۶۳) و اسنادہ حسن لذاتہ

③ مسلم، النکاح، باب فضیلة إعتاقہ أمتہ (۴۳/۱۳۴۵) (۱۳۲۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

[فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ إِلَىٰ وَلِيمَتِهِ، وَمَا كَانَ فِيهَا مِنْ  
خُبْزٍ وَلَا لَحْمٍ، وَمَا كَانَ فِيهَا إِلَّا أَنْ أَمَرَ بِبَلَالٍ  
بِالْأَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ:]

”میں نے آپ ﷺ کا ولیمہ کھانے کے لیے مسلمانوں کو دعوت دی  
آپ ﷺ کے ولیمہ میں نہ کوئی روٹی اور نہ ہی گوشت تھا۔ ایسا ہوا کہ اب اللہ  
کے رسول ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دسترخوان بچھانے کا حکم دیا۔ وہ بچھا  
دیا گیا تو اس پر کھجوریں، پنیر اور گھی رکھ دیا گیا۔“

### اجتماعی کاموں میں مشاورت کرنے والے

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (مسجد کی تعمیر کے لیے) اللہ کے نبی ﷺ نے  
حکم دیا۔ اور مشرکوں کی قبریں اور کھنڈرات وغیرہ سب برابر کر دیے گئے۔ کھجوروں کے  
درخت کاٹ دیے گئے اور درختوں کے تنے مسجد کے قبلے کی طرف ایک قطار میں اس  
طرح کھڑے کیے گئے کہ ان کی دیوار بن گئی اور دروازہ رکھا گیا۔ تو اس کی چوکھٹ  
پتھروں سے بنائی گئی۔

صحابہ رضی اللہ عنہم جب پتھر لارہے تھے۔ تو شعر پڑھ رہے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ  
بھی ان کے ہمراہ پڑھ رہے تھے۔ اشعار اس طرح تھے۔

اللَّهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرَ الْآخِرَةِ

فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ

”اے اللہ دولت و زینت تو آخرت کی ہے۔ لہذا انصار اور مہاجر کو بخش

دے۔“

① بخاری، المغازی، باب غزوة خيبر (۳۲۱۳)

② بخاری، الصلوة، باب هل تغيب قبور (۳۲۸)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ اینٹیں لارہے تھے۔ اور کہہ رہے تھے۔

هَذَا الْجِمَالُ . لَا جِمَالَ خَيْبَرُ  
هَذَا أَبْرُ رَبَّنَا وَ أَظْهَرُ

”یہ مسجد کی اینٹوں کے بوجھ خیبر کے اس بوجھ جیسے نہیں (کہ جنہیں لوگ وہاں سے کھجوروں اور انگوروں کی صورت میں اٹھا کر لاتے ہیں۔) بلکہ یہ تو وہ بوجھ ہیں۔ جو بڑے پاکیزہ ہیں۔ اور ان کا صلہ ہمارے رب کے پاس ہے۔“

اللہ کے رسول اور صحابہ یہ شعر بھی پڑھتے:

اللَّهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرَ الْآخِرَةِ  
فَارْحِمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ

”اے اللہ اصل مزدوری کا صلہ تو آخرت کی مزدوری کا صلہ ہے۔ پس انصار اور مہاجرین پر رحم فرما۔“

بیٹیوں سے پیار کرنے والے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتلاتی ہیں۔ کہ بیماری کے دوران رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلا بھیجا وہ آئیں تو آہستہ سے ان کے کان میں کوئی بات کہی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں پھر دوبارہ آہستہ سے کوئی بات کہی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہنسنے لگیں میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے رونے اور ہنسنے کا سبب پوچھا تو وہ کہنے لگیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے بتلایا کہ وہ اپنے مرض میں اللہ سے جا ملیں گے۔ یہ سن کر میں رونے لگی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے خاندان میں سے پہلے تم ہی مجھ سے ملو گی تو یہ سن

① بخاری، مناقب الأنصار، باب هجرة النبي ﷺ و أصحابه إلى المدينة (۳۹۰۶)



حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک بیٹی کو گود میں رکھا تھا۔ جبکہ اس کی روح نکل رہی تھی۔ آپ ﷺ نے پہلے اسے گود میں لیا پھر اپنے سامنے رکھ دیا۔ وہ بچی آپ ﷺ کے سامنے وفات پا گئی۔ اور ام ایمن رضی اللہ عنہا چیخنے لگیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے سامنے رو رہی ہو۔ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے پوچھا کیا میں نے آپ ﷺ کو روتے نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں روتا نہیں ہوں وہ تو رحمت کے آنسو ہوتے ہیں۔

### صبر و تحمل والے

زید بن سحنہ رضی اللہ عنہ ایک یہودی تھا نبی ﷺ نے اس کا قرض دینا تھا وہ ایک روز آیا آتے ہی چادر آپ ﷺ کے شانہ سے اتار لی جسم کے کپڑے پکڑ لیے اور کہنے لگا کہ بنی عبدالمطلب والے بڑے نادہندہ ہوتے ہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے سختی سے جھڑک دیا۔ نبی ﷺ ہنس پڑے۔ عمر رضی اللہ عنہ تمہیں لازم تھا کہ میرے ساتھ اور اس کے ساتھ ایک طرح کا برتاؤ کرتے۔ مجھے حسن ادائیگی کے لیے کہتے اور اسے حسن تقاضا سکھاتے۔ پھر زید رضی اللہ عنہ کی جانب حضور ﷺ مخاطب ہوئے فرمایا: ابھی تو وعدہ میں تین دن باقی ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس کا قرض ادا کرو بیس صاع زیادہ بھی دینا کی تم نے اسے دھمکایا اور ڈرایا بھی تھا۔ اس کے بعد زید مسلمان ہو گیا۔

### اپنی ذات پر فخر کرنے سے منع کرنے والے

رسول اللہ ﷺ نے ذات پات کے امتیاز کی سختی سے مخالفت فرمائی اسی بناء پر آپ ﷺ نے ابو عمر بن حفص رضی اللہ عنہ کی مطلقہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے نکاح کرنے کا حکم دیا۔ حالانکہ اسامہ رضی اللہ عنہ کی والدہ حبشی لونڈی تھی اور ان کے والد گرامی بھی کسی دور میں غلام رہ چکے تھے اس کے مقابلے میں آپ ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو معاویہ

① الصبیحة لألبانی (۱۹۳۲)

② الشفا لقاضی عیاض (۴۸) راوہ البیہقی

بن ابوسفیان اور ابو جہم رضی اللہ عنہما سے شادی کی اجازت نہیں دی۔<sup>۱</sup>

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی زندگی میں اس اخلاقی ضابطے کا نفاذ یوں کیا کہ ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے سالم رضی اللہ عنہ کو جو ایک انصاری عورت کے آزاد کردہ غلام تھے اپنا بیٹا بنایا اور پھر انھیں اپنی بیٹی بھتیجی ہند رضی اللہ عنہا بنت ولید بن عتبہ سے بیاہ دیا اس وقت تک کسی کو بیٹا بنانے کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی۔<sup>۲</sup>

### صدقہ نہ کھانے والے

نبی کریم ﷺ پر صدقہ کی چیز کھانا حرام تھا چاہے صدقہ فرض ہو یا نفل آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

[إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَنْبَغِي لِأَلِ مُحَمَّدٍ.]

”بے شک صدقہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کے لیے حلال نہیں ہے۔“<sup>۳</sup>

### باکمال سخی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

[أَجُودَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَكَانَ أَجُودَ مَا يَكُونُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ سَنَةٍ فِي رَمَضَانَ حَتَّى يَنْسَلِخَ فَيَعْرِضُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْقُرْآنَ فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَجُودَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ.]

”رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں میں سے مال کے عطا کرنے میں سخی تھے اور تمام اوقات میں سے رمضان کے مہینے میں آپ ﷺ کی سخاوت زیادہ

۱ صحیح مسلم، الطلاق، باب المطلقه البائن (۱۳۸۰)

۲ صحیح بخاری، النکاح، باب الاکفا فی الدین (۵۰۸۸)

۳ مسلم، الزکاة (۲۳۸۱)

ہوتی تھی اور حضرت جبریل علیہ السلام ہر سال رمضان کے اختتام تک آپ سے ملاقات کرتے تھے رسول اللہ ﷺ حضرت جبریل علیہ السلام کو قرآن مجید سناتے تھے اور جب حضرت جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کرتے تھے تو آپ ﷺ چلتی ہوئی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے تھے۔

### باکمال اخلاق والے

رسول اللہ ﷺ کے باکمال اخلاق کی ایک مثال یہ ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی کسی معاملے میں اپنے لیے انتقام نہیں لیا۔

[حَتَّى تُنْتَهَكَ حُرْمَاتُ اللَّهِ، فَيَنْتَقِمُ لِلَّهِ.]

”یہاں تک کہ اللہ کی حرام کردہ اشیاء کی ہتک کی جائے تب آپ ﷺ اللہ کے لیے انتقام لیتے۔“

### فخر و تکبر کی مذمت کرنے والے

جن اخلاق قبیحہ سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا اور لوگوں کو ان سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ ان میں سے ایک بدترین برائی تکبر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا:

”اپنا تہبند نصف پنڈلی تک اونچا رکھو اگر یہاں تک پسند نہ ہو تو ٹخنوں سے اونچا رکھو تہبند کے کنارے نہ لٹکاؤ کیونکہ یہ بھی تکبر ہے اور اللہ تعالیٰ اس تکبر کو پسند نہیں کرتا۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

① مسلم، الفضائل، باب كان النبي ﷺ أجود الناس بالخير من الريح المرسله (٦٠٠٩) وبخاری (١٩٠٢، ٣٥٥٣، ٣٩٩٤) والنسائی (٢٠٩٣)

② صحيح البخاری، الحدود، باب إقامة الحدود والانتقام محرمات الله (٦٤٨٦) وصحيح مسلم، الفضائل، باب مباحده للأنام وإختيار من المباح (٢٣٢٤)

③ سنن ابی داود، اللباس، باب ما جاء فی أسبال الأزار (٣٠٨٣) صحيح

[ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ  
وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ.]

”تین قسم کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا نہ انھیں رحمت کی نظر سے دیکھے گا نہ انھیں گناہوں سے پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

① بوڑھا زنا کار

② جھوٹا بادشاہ

③ متکبر فقیر۔

## علم کی فضیلت بیان کرنے والے

رسول اللہ ﷺ نے طلب علم اور فہم دین کی طرف خصوصی توجہ دلائی کیونکہ امت کے لیے سب سے بڑی آفت دین سے ناواقفیت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

[فَضْلُ الْعِلْمِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ فَضْلِ الْعِبَادَةِ، وَخَيْرُ  
دِينِكُمُ الْوَرَعُ.]

”علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے مجھے زیادہ عزیز ہے اور تمہارے دین کی بہترین خوبی تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔“

رسول اللہ ﷺ کا فرمان:

[فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ.]

”عابد پر عالم کی فضیلت اس قدر ہے جس قدر میری فضیلت تم میں سے ایک عام آدمی پر۔“

① صحیح مسلم، الإیمان، باب بیان غلظ تحریم إسبال الأزار (۲۹۰۱۰)  
② المستدرک الحاکم (۹۳/۱) حاکم رحمہ اللہ نے بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ الترغیب التذہیب (۱۱۸/۱) (۱۰۳)  
③ جامع الترمذی، العلم، باب ما جاء فی فضل الفقه علی العبادۃ (۲۶۸۵) ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔



## حسن اخلاق والے

سعید بن عامر رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے درخواست کی اے ام المؤمنین مجھے اللہ کے رسول ﷺ کے اخلاق کے بارے میں کچھ بتائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

[أَلَسْتَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ قُلْتُ بَلَى. قَالَتْ: فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ كَانَ الْقُرْآنَ.]

”کیا تم قرآن نہیں پڑھتے میں نے کہا کیوں نہیں فرمایا اللہ کے نبی ﷺ کا اخلاق قرآن تھا۔“

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید بھی رسول اللہ ﷺ کو خلق عظیم سے متصف فرمایا ہے فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ [القلم: 4]

”اور بلاشبہ آپ ﷺ خلق عظیم پر فائز ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

[إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأَتَمِّمَ صَالِحَ الْأَخْلَاقِ.]

”مجھے اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا ہے۔“

## حسن ظن رکھنے والے

رسالت مآب محمد ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھنے کی تاکید کی اور شکوک و شبہات سے دور رہنے کا حکم دیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

[إِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ بِاللَّهِ تَعَالَىٰ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ.]

① صحیح مسلم، الصلاة، باب صلاة المسافرین و قصرها باب جامع صلاة الیل من نام عنه أو مرض (۱۷۳۹) و سنن ابی داود، التطوع، باب صلاة الیل (۱۳۴۲)

② مسند أحمد (۳۸۱/۲) مستدرک الحاکم (۲/۶۱۳) حاکم نے امام مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے۔

”اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھنا حسن عبادت میں سے ہے۔“

آپ ﷺ نے اپنی موت سے تین دن پہلے فرمایا:

[لَا يَمُوتَنَّ أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ بِاللَّهِ الظَّنَّ.]

”تم میں سے کسی کو موت آئے تو اس حال میں آئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھتا ہو۔“

حدیث قدسی ہے:

[أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، إِنْ ظَنَّ بِي خَيْرًا فَلَهُ، وَإِنْ ظَنَّ شَرًّا فَلَهُ.]

”میرا بندہ میرے بارے میں جو گمان رکھتا ہے میں اسی کے مطابق اس سے سلوک کرتا ہوں اگر وہ میرے بارے میں گمان اچھا رکھے تو اس کے لیے اچھائی ہے اور اگر برا گمان رکھے تو اس کے لیے برائی ہے۔“

اللہ کا ذکر کرنے والے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

افضل ترین ذکر ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)) ہے اور افضل ترین دعا ((الْحَمْدُ لِلَّهِ)) ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان:

① سنن ابو داود، الأدب، باب في حسن الظن (۴۹۹۳) وجامع الترمذی، الدعوات، باب إنَّ حُسْنَ الظَّنِّ بِاللَّهِ تَعَالَى مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ لِلَّهِ (۳۶۰۴) وأحمد (۴۹۱/۲) أحمد شاكر نے اس حدیث کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔

② صحیح مسلم، الفتن، باب الأمر بحسن الظن بالله تعالى (۸۲۷۷) و سنن ابی داود، الجنائز، باب ما يستحب من حسن الظن بالله عند الموت (۳۱۱۳) و سنن ابن ماجه، الزهد، باب التوكل واليقين (۴۱۶۷)

③ مسند أحمد (۴۹۱/۲) البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

④ جامع الترمذی، الدعوات، باب ما جاء أن دعوة المسلم مستجابة (۳۳۸۳) ترمذی رحمہ اللہ نے اسے غریب کہا ہے۔ البانی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں اگر وہ مجھے یاد کرے اور میرے ذکر کے ساتھ اس کے ہونٹ حرکت کریں۔“

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

[ثَلَاثَةٌ لَا يَرُدُّ اللَّهُ دُعَاءَهُمْ؛ الذَّاكِرُونَ اللَّهَ كَثِيرًا،  
وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ، وَالْإِمَامُ الْمُقْسِطُ.]

”تین قسم کے لوگ ہیں اللہ ان کی دعا رد نہیں کرتا اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والا مظلوم اور عادل حکمران۔“

عفو و درگزر کرنے والے

رسول اللہ ﷺ نے معاف کرنے پر بہت زور دیا ہے اس سے دلوں میں پاکیزگی پیدا ہوتی ہے۔ اور ان میں مبادی اسلام کو قبول کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

[وَمَا زَادَ اللَّهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا.]

”معاف کرنے سے اللہ تعالیٰ بندے کی عزت میں ہی اضافہ کرتا ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے حدود اللہ کے بارے میں فرمایا:

[تَعَاَفَوْا الْهُدُودَ فِيمَا بَيْنَكُمْ فَمَا بَلَغَنِي مِنْ حَدٍّ فَقَدْ  
وَجَبَ.]

”آپس میں ایک دوسرے کو معاف کر دیا کرو اگر مقدمہ میرے پاس پہنچ جائے تو الزام ثابت ہونے پر ضرور حد لگے گی۔“

- ① المستدرک الحاکم (۴۹۶/۱) حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔
- ② شعب الایمان للبیہقی (۴۱۹/۱) (۵۵۸) وسلسلۃ الأحادیث الصحیحة (۲۱۱/۳) (۱۲۱۱) البانی نے اس کو حسن قرار دیا ہے۔
- ③ صحیح مسلم، ألب و الصلۃ و الأدب، باب إستحبا العفو و التواضع (۲۵۸۸)
- ④ سنن ابی داود، الحدود، باب یغنی عن الحدود ما لہ تبلیغ السلطان (۴۳۷۲)

## مسلمان کی عزت کا خیال رکھنے والے

آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ دو تیسرے کو چھوڑ کر سرگوشیاں کرنے لگیں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

[إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى رَجُلَانِ دُونَ الْآخِرِ، حَتَّى

تَحْتَلِطُوا بِالنَّاسِ، أَجَلَ أَنْ يُحْزِنَهُ.]

”جب تم تین ساتھی اکٹھے ہو تو دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر سرگوشیاں نہ کریں

کیونکہ اس سے وہ اذیت محسوس کرے گا۔“

## بزرگوں کا احترام سکھانے والے

رسول رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

[إِنَّ مِنْ إِجْلَالِ اللَّهِ إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ

وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَيْرِ الْعَالِي فِيهِ وَالْجَانِي عَنْهُ وَإِكْرَامَ

ذِي السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ.]

”ان تین اشخاص کا احترام و اکرام دراصل اللہ تعالیٰ کا اکرام ہے سفید

بالوں والا بوڑھا، مسلمان قرآن کا حافظ و عالم جو قرآن میں غلو کرے نہ اس

سے بدسلوکی کرے، عدل و انصاف کرنے والا حکمران۔“

## خادموں اور غلاموں کا خیال رکھنے والے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وصحيح سنن النسائي (٢٥٣٨) والمستدرک الحاکم (٣٨٣/٢) حاکم نے اس

حدیث کو صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔

① صحيح بخاری، الاستئذان، باب اذا كانوا أكثر من ثلاثة فلا باس بالمسارة  
والمناجاة (٦٢٩٠)

② سنن ابی داؤد، الأدب، باب من تنزیل الناس منازلهم (٣٨٣٣) البانی رضی اللہ عنہ نے اس کو  
حسن کہا ہے۔ وجمع الزوائد (٢٣٤/٣) بیہقی نے بھی اسے شواہد کی بناء پر صحیح قرار دیا ہے۔

إِذَا صَنَعَ لِأَحَدِكُمْ خَادِمُهُ طَعَامَهُ ثُمَّ جَاءَهُ بِهِ وَقَدْ  
وَلِيَ حَرَّهُ وَدُخَانَهُ فَلْيُقْعِدْهُ مَعَهُ فَلْيَأْكُلْ فَإِنْ كَانَ  
الطَّعَامُ مَشْفُوهًا قَلِيلًا فَلْيَضَعْ فِي يَدِهِ مِنْهُ أَكْلَةً أَوْ  
أَكْلَتَيْنِ.]

”جب تمہارا نوکر تمہارے لیے کھانا تیار کر کے لائے تو اسے بھی اپنے ساتھ  
بٹھاؤ۔ کیونکہ اس نے کھانا تیار کرتے ہوئے دھوئیں اور آگ کی تکلیف  
برداشت کی ہے۔ اگر کھانا کم ہو تو اسے کچھ نہ کچھ حصہ ضرور دو چاہے ایک دو  
لقمے ہی ہوں۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[فَأَكْرِمُوهُمْ كَكِرَامَةِ أَوْلَادِكُمْ.]

”غلاموں کے ساتھ بیٹوں جیسا سلوک کرو۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[مَنْ لَطَمَ مَمْلُوكَهُ أَوْ ضَرَبَهُ فَكَفَّارَتُهُ أَنْ يُعْتِقَهُ.]

”جو شخص غلام کو تھپڑ یا چھڑی مارے اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے آزاد کر  
دے۔“

## مظلوموں کی مدد کرنے والے

قریش کے پانچ قبیلوں بنو ہاشم، بنو عبدالمطلب، بنو اسد، زہرہ اور تیم نے مل کر  
معاہدہ کیا کہ مکہ کا کوئی مظلوم ہو یا مکہ میں باہر سے آنے والا کوئی مظلوم سب اس کی مدد  
کریں گے۔ اس معاہدے کو حلف الفضول اور حلف لمطہین بھی کہا جاتا ہے،

① صحیح مسلم، الإیمان، باب اطعام المملوک مما يأكل (۱۶۶۳)

② سنن ابن ماجہ، الأدب، باب الإحسان إلى الممالیک (۳۶۹۱)

③ صحیح مسلم، الإیمان، باب صحبة الممالیک وكفارتہ من لطم عبده (۱۶۵۷)،

(۳۶۹۸) وأسناده حسن لذاته.

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نوجوانی میں قدم رکھ رہا تھا تو میں اپنے چچاؤں کے ہمراہ حلف المطہین میں حاضر ہوا۔ مجھے اس معاہدے کے بدلے میں سرخ اونٹ بھی پسند نہیں اور اس معاہدے کو میں کیسے توڑ سکتا ہوں۔

ابچھے اخلاق کی تلقین کرنے والے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان:

[إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا.]

”یقیناً تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو اخلاق کے لحاظ سے بہترین ہیں۔“

مزید فرمایا:

مومن کی عزت اس کے دین کے حساب سے ہے اس کی جو انمردی کا پتہ اس کی عقل سے چلتا ہے اور حسب و نسب کا اندازہ اس کے اخلاق سے لگایا جاتا ہے۔

تکبر سے دوری کی نصیحت کرنے والے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[مَنْ فَارَقَ الرُّوحَ الْجَسَدَ وَهُوَ بَرِيءٌ مِنْ ثَلَاثِ الْكَنْزِ وَالْغُلُولِ وَالذَّيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ]

۱) ابن حبان (۴۳۷۳، ۴۳۷۴) إسناده حسن لذاته  
 ۲) صحيح بخاری، الأدب، باب حسن الخلق والسخاء وما يكره من البخل (۶۰۳۵)  
 ۳) مستدرک الحاکم (۱۲۳/۱) حاکم رضی اللہ عنہ نے کہا ہے یہ روایت مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔  
 والترغيب والترهيب للمندري (۳۰۵/۳) مندري رضی اللہ عنہ نے کہا ہے اسے ابن حبان نے اپنی کتاب صحیح میں روایت کیا ہے۔

”جو شخص مرتے وقت تکبر خیانت اور قرض سے پاک مراوہ جنت میں جائے گا۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَى مَنْ جَرَ ثَوْبَهُ خِيَلًا.]

”اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نہیں دیکھے گا جس نے تکبر کی وجہ سے اپنا کپڑا گھیٹا۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[لَوْ لَمْ تُذْنِبُوا لَخَشِيتُ عَلَيْكُمْ مَا هُوَ أَكْبَرُ مِنْهُ]

”اگر تم گناہ نہ کرو تب بھی مجھے تمہارے بارے میں اس چیز کا ڈر ہے جو اس سے بری ہے یعنی تکبر۔“

گالی گلوچ سے منع کرنے والے

نبی رحمت ﷺ نے کسی کی تکلیف پر خوش ہونے اور عار دلانے کی مذمت کی ہے

اور اس کے برے نتائج سے خوف دلایا ہے آپ ﷺ کا فرمان ہے:

[لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِأَخِيكَ فَيَرْحَمَهُ اللَّهُ وَيَبْتَلِيكَ.]

”اپنے بھائی کی تکلیف پر خوش نہ ہو ورنہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا اور تجھے مصیبت میں ڈال دے گا۔“

① جامع الترمذی، السير، باب ماجاء فی الغلول (۹۱۵۷۲) وسنن ابن ماجہ، الصدقات، باب التشدید فی الدین (۲۳۱۲) ومسند أحمد (۹۲۷۱۵) البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

② صحیح بخاری، اللباس، باب من جر إزاره من غیر خیلاء (۵۷۸۳) صحیح مسلم، اللباس، والزینة باب تحريم جر الثوب خیلاء (۲۰۸۵)

③ الترغیب والترہیب (۵۷/۳) منذری نے لکھا ہے اسے بزار نے بسند جید روایت کہا ہے۔

④ جامع الترمذی، صفة القيامة، باب لا تظهر الشماتة لأخيك (۲۵۰۶) ترمذی نے اس کو حسن غریب کیا ہے۔ جامع الاصول کے محقق نے کہا یہ حدیث اپنے شواہد کی بناء پر حسن ہے منذری نے ترمذی سے اتفاق کیا ہے۔ دیکھئے الترغیب والترہیب (۳۱۰/۳)

طعنہ دینے سے روکنے والے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[وَإِنْ أَمْرٌ شَتَمَكَ وَعَيْرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيكَ فَلَا تُعَيِّرْهُ  
بِمَا تَعْلَمُ فِيهِ فَإِنَّمَا وَبَالَ ذَلِكَ عَلَيْهِ.]

”اگر کوئی شخص تجھے گالی دے تجھے تیرے عیب کا طعنہ دے تو تو اسے اس کے عیب کا طعنہ نہ دے اس کے گناہ کا وبال اسی پر ہوگا۔“

رسول اللہ کا فرمان:

[مَنْ عَيَّرَ أَخَاهُ بِذَنْبٍ لَمْ يَمُتْ حَتَّى يَعْمَلَهُ.]

”جو شخص اپنے کسی بھائی کو اس کے گناہ کا طعنہ دے وہ مرنے سے پہلے اس گناہ میں ضرور مبتلا ہوگا۔“

① سنن ابی داود، اللباس، باب ماجاء فی أسبال الازار (۴۰۸۴) البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

② جامع الترمذی، صفة القيامة، باب وعید من عیر أخاه بذنب (۲۵۰۵) ترمذی نے اسے حسن غریب کہا ہے۔



## عبادات نبویہ ﷺ

نبی کریم ﷺ کا وضوء

① وضوء سے پہلے پڑھیں:

[بِسْمِ اللّٰهِ]

”اللہ کے نام کے ساتھ۔“

② دونوں ہاتھ کلائیوں تک دھوئیں۔

③ ہاتھوں کی انگلیوں کے درمیان خلال کریں۔

④ ایک چلو میں پانی لیں، آدھے سے کچی کریں اور آدھاناک میں ڈالیں۔

⑤ منہ اور ناک کے لیے علیحدہ علیحدہ پانی لینا بھی جائز ہے۔

⑥ ناک میں پانی ڈالتے ہوئے مبالغہ کریں یعنی اوپر تک پانی چڑھائیں۔ اگر روزہ

ہو تو پھر مبالغہ نہ کریں، یعنی زیادہ اوپر تک پانی نہ چڑھائیں۔

⑦ ناک کو (بائیں) ہاتھ سے تین مرتبہ جھاڑیں (اور صاف کریں)۔

⑧ پھر تین مرتبہ چہرہ دھوئیں۔

① مسند أحمد (۱۶۵/۳، ۱۴۷۲۳) ② بخاری، الوضوء (۱۸۶)

③ أبو داود، الطہارة (۱۳۲)

④ بخاری، الوضوء، باب غسل الرجلین الی الکعبین (۱۸۶)

⑤ التاریخ الکبیر لابن ابی خیثمہ (۱۳۱۰)

⑥ أبو داود، الطہارة، باب فی الإستنثار (۳۲)۔ ابن ماجہ (۳۰۷) صحیح

⑦ بخاری، الوضوء، باب غسل الرجلین الی الکعبین (۱۸۶) مسلم (۲۳۵)

## سجراتی صفت کے آئینے میں

- ⑨ ایک چلو پانی لے کر ٹھوڑی کے نیچے داڑھی میں داخل کریں اور خلال کریں۔
- ⑩ پھر دایاں ہاتھ کہنی سمیت دھوئیں، پھر بائیں ہاتھ کہنی سمیت دھوئیں۔
- ⑪ پھر سر کا مسح کریں کہ دونوں ہاتھ پانی سے تر کر کے سر کے اگلے حصے پر رکھیں اور گدی تک لے جائیں، پھر پیچھے سے آگے اسی جگہ لے آئیں جہاں سے شروع کیا تھا اور یہ ایک مرتبہ کریں۔
- ⑫ اپنی شہادت کی انگلیاں دونوں کانوں کے سوراخوں میں ڈال کر (کانوں میں بنے ہوئے راستوں میں گھمائیں جب آخر تک پہنچ جائیں تو) کانوں کی پشت پر انگوٹھوں کے ساتھ مسح کر لیں۔
- ⑬ وضو میں گردن کا مسح کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس کے متعلق روایات موضوع، یعنی بناوٹی ہیں۔ امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”گردن کے (الگ) مسح کے بارے قطعاً کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔“
- ⑭ پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئیں۔
- ⑮ بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے پاؤں کی انگلیوں کے درمیان خلال کریں۔

## وضو سے فراغت کے بعد کی دعائیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو آدمی وضوء کے بعد یہ دعا پڑھتا ہے اللہ اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیتا ہے۔

- ① ابو داود، الطہارۃ، باب تحلیل اللحیۃ (۱۳۵) و إسناده حسن لذاتہ
- ② بخاری، الوضوء، باب غسل الرجلین إلى الكعبین (۱۸۲) مسلم (۲۳۵)
- ③ بخاری، الطہارۃ، باب غسل الرجلین إلى الكعبین (۱۸۲) مسلم (۲۳۵)
- ④ نسائی، الطہارۃ، باب مسح الأذنین مع الرأس... الخ (۱۰۲) صحیح
- ⑤ زاد الماد (۱۹۵/۱) ⑥ بخاری، الوضوء (۱۸۲)
- ⑦ أبو داود، الطہارۃ، باب غسل الرجل (۱۳۸)۔ الترمذی (۴۰) صحیح

[أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ]

”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“

نوٹ: آسمان کی طرف منہ کر کے شہادت کی انگلی آسمان کی طرف کر کے یہ دعا پڑھنا صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

نبی کریم ﷺ کی نماز

محمد بن عمرو بن عطاء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

میں نے حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کو سنا، انہوں نے اصحاب رسول میں سے دس افراد کی جماعت میں کہا..... اور ان میں ابو قتادہ بھی تھے..... کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق تم سب سے زیادہ جانتا ہوں، انہوں نے کہا کیسے؟ قسم اللہ کی! تم کوئی ہم سے زیادہ نبی ﷺ کی اتباع کرنے والے تو نہیں ہو، یا ہماری طرح قدیم الصحبت تو نہیں ہو، انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا اچھا تو بیان کرو، (ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ) نے کہا:

”رسول اللہ ﷺ جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے حتیٰ کہ وہ آپ کے کندھوں کے برابر آجاتے، پھر (اللہ اکبر) کہتے، حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنے جوڑ پر ٹھیک طرح ٹک جاتی، پھر آپ ﷺ قراءت فرماتے پھر (اللہ اکبر) کہتے، اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے، حتیٰ کہ دونوں کندھوں کے برابر آجاتے، پھر رکوع کرتے اور اپنی ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر

① مسلم، الطہارۃ، باب الذکر المستحب عقب الوضوء (۲۳۳)

رکھتے اور اعتدال و سکون سے رکوع کرتے نہ سر کو جھکاتے اور نہ اوپر اٹھائے ہوئے ہوتے، پھر رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے، پھر اپنے ہاتھ اٹھاتے حتیٰ کہ کندھوں کے برابر آجاتے..... اور خوب اعتدال و سکون سے کھڑے ہوتے، پھر (اللہ اکبر) کہتے اور زمین کی طرف جھکتے اور (سجدے میں) اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھتے۔ پھر اپنا سر اٹھاتے اور اپنے بائیں پاؤں کو موڑ لیتے، اور اس کے اوپر بیٹھ جاتے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنے اپنے جوڑ پر لوٹ آتی، پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کرتے، پھر جب دو رکعتوں سے تیسری کیلئے اٹھتے، تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے حتیٰ کہ دونوں کندھوں کے برابر آجاتے، جیسا کہ نماز کے شروع میں کرتے تھے، پھر بقیہ نماز میں اسی طرح کرتے حتیٰ کہ جب اس سجدہ میں ہوتے جس میں سلام کہنا ہوتا، (تو تشہد) میں اپنے بائیں پاؤں کو آگے کر دیتے اور بائیں سرین کے حصے پر بیٹھ جاتے۔ ان سب صحابہ نے کہا آپ نے سچ فرمایا:

آپ ﷺ ایسے ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔“

### سینے پر ہاتھ باندھنے والے

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

[صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ  
الْيُسْرَى عَلَى صَدْرِهِ]

میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر اپنے سینے پر رکھا۔“

① سنن ابوداؤد، الصلاة (۷۳۰) وسنن ترمذی (۳۰۴) وسنن ابن ماجہ (۶۱۱۰) وابن

خزیمہ (۸۸۸) وابن حبان (۴۴۲)

② صحیح ابن خزیمہ (۱/۲۴۳، ۲۴۹)

## نماز میں سورۃ الفاتحہ پڑھنے والے

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

[كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ فِي الْأُولَيَيْنِ بِأَمِّ الْكِتَابِ

وَسُورَتَيْنِ، وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ بِأَمِّ الْكِتَابِ.]

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے اور دو

آخری رکعتوں میں صرف سورۃ الفاتحہ پڑھتے۔“

## آمین کہنے والے

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾

کی قراءت کرتے تو آمین کہتے۔

[رَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ]

”اور اس (یعنی آمین) کے ساتھ اپنی آواز کو بلند کرتے۔“

## سجدہ شکر کرنے والے

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

[سَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَطَالَ السُّجُودَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَقَالَ:

إِنَّ جِبْرِيلَ آتَانِي فَبَشَّرَنِي فَسَجَدْتُ لِلَّهِ شُكْرًا.]

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا پھر اپنا سر اٹھا کر فرمایا کہ بے شک

حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انھوں نے مجھے بشارت دی تو

① بخاری، الأذان، باب يقرأ في الأخيرين بفاتحة الكتاب (٤٤٢) ومسلم (١٥٥) وابدوداود (٤٠٨) ونسائي (١٢٦/٢)

② صحيح ابدوداود، الصلاة باب التامين وراه الامام (٨٢٢) وابدوداود (٩٣٢) وصحيح ترمذی (٢٠٥)

میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدہ ریز ہو گیا۔“

### سجدہ سہو کرنے والے

نبی ﷺ اگر دوران نماز بھول جاتے تو سجدہ سہو کرتے اور ساتھ کہتے کہ:  
[إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ، أَنَسَى كَمَا تَنْسَوْنَ، فَإِذَا  
نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي.]

”بے شک میں ایک انسان ہوں میں بھی بھول جاتا ہوں جیسا کہ تم بھولتے  
ہو۔ اگر میں بھول جاؤں تو مجھے یاد کرایا کرو۔“

### حالت سجدہ میں دعا کرنے والے

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ جب یوم بدر ہوا تو میں نے کسی قدر جنگ  
کی پھر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا کہ دیکھوں کہ آپ نے کیا کیا آپ ﷺ سجدے میں  
فرما رہے تھے ”يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ“ اس پر کچھ بڑھاتے نہ تھے۔ تو میں میدان  
جنگ لوٹ گیا پھر واپس آیا تو آپ حالت سجدہ میں یہی فرما رہے تھے میں کچھ عرصہ بعد  
جنگ سے واپس ہوا تو آپ حالت سجدہ میں یہی فرما رہے تھے اللہ نے آپ کو فتح عطا  
فرمائی۔

### فوت شدہ نمازوں کی قضائی نماز پڑھنے والے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خندق کے دن مشرکین نے ہمیں اس  
قدر مشغول کیا کہ غروب آفتاب تک نماز ظہر ادا نہ کر سکے اور یہ صورت حال قتال کے متعلق جو  
آیت نازل ہوئی تھی:

﴿وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ﴾

① احمد (۱۰۱/۱) حاکم (۵۵۰۱) وبہیقی (۳۷۱/۲) امام حاکم نے اسے شیخین کی شرط پر صحیح کہا

ہے۔

② بخاری (۳۰۱) ومسلم (۵۷۲) ③ طبقات ابن سعد (۲۶۴/۱)

”کہ اس جنگ میں اللہ تعالیٰ خود ہی مومنوں کو کافی ہو گیا۔“

کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا انھوں نے ظہر کی اقامت کہی تو آپ ﷺ نے یہ نماز اس طرح پڑھائی جیسا کہ اس وقت میں پڑھتے تھے۔ پھر انھوں نے عصر کی اقامت کہی تو آپ ﷺ نے اس طرح نماز پڑھائی جیسے پڑھتے تھے۔ پھر انھوں نے مغرب کی اذان کہی اور پھر آپ ﷺ نے یہ نماز بھی اس طرح پڑھائی جیسا کہ اس کے وقت میں پڑھتے تھے۔

### نماز تراویح پڑھنے والے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

[مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً.]

”رمضان اور غیر رمضان میں نبی ﷺ رات کی نماز گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔“

### نماز وتر پڑھنے والے

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[الْوِتْرُ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِخَمْسٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِثَلَاثٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِوَاحِدَةٍ فَلْيَفْعَلْ.]

”وتر ہر مسلمان پر حق ہے۔ جسے پانچ وتر پڑھنا ہو وہ ایسا کرے جسے تین

① صحیح نسائی، الاذان، باب الاذان للقات من الصلوات (۶۳۸) ونسائی (۶۲) واحمد (۲۵/۳)

② بخاری، الجمعة، باب قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وغیرہ (۱۱۴۶) ومسلم (۷۳۸)

پڑھنے ہو وہ اس طرح کرے اور جسے ایک وتر پڑھنا پسند ہو وہ بھی ایسا کرے۔

### نماز استسقاء پڑھنے والے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط سالی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے عید گاہ میں منبر لے جانے کا حکم دیا چنانچہ منبر رکھا گیا، آپ ﷺ نے لوگوں سے ایک دن کا وعدہ کیا جس میں وہ سب باہر نکلیں، پھر آپ ﷺ اس وقت نکلے جب سورج کا ایک کنارہ ظاہر ہوا ((فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ)) آپ ﷺ منبر پر بیٹھ گئے آپ ﷺ نے نصیحت کی اور دعا مانگی پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں دست مبارک اس طرح اوپر اٹھائے کہ وہ بتدریج آہستہ آہستہ اوپر اٹھتے گئے حتیٰ کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی پھر آپ ﷺ لوگوں کی جانب اپنی پشت کر کے کھڑے ہو گئے اور اپنی چادر کو پھیر کر پلٹا یا آپ ﷺ اس وقت اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے ہوئے تھے۔ پھر لوگوں کی جانب متوجہ ہوئے اور منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ اور دو رکعت نماز پڑھائی اسی لمحہ اللہ تعالیٰ نے آسمان پر بادل پیدا کیا وہ بدلی گرجی، چمکی اور بارش برسنے لگی۔

### نماز جمعہ پڑھنے والے

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

”رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے اور دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھا کرتے تھے۔“

- ① ابوداؤد، الصلاة (۱۳۲۲) وابن ماجہ (۱۱۹۰) ونسائی (۲۳۸۱۳) واحمد (۴۱۸/۵)
- ② ابوداؤد، الصلاة، باب رفع الیدین فی الاستسقاء (۱۱۷۳) حسن والحاکم (۳۲۸/۱) وشرح معانی الآثار (۳۲۵/۱) وبیہقی (۳۳۹/۳)
- ③ مسلم، الجمعة، باب ذکر الخطبتین قبل الصلاة (۸۶۲) وابوداؤد (۹۴۰) وابن ماجہ (۱۱۰۵) ونسائی (۱۰۹/۳)



حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
 [إِنَّ طُولَ صَلَاةِ الرَّجُلِ وَقِصَرَ خُطْبَتِهِ مِئِنَّةٌ مِنْ  
 فِقْهِهِ.]

”آدمی کی (عام نمازوں) سے لمبی نماز اور (عام خطبوں سے) چھوٹا خطبہ  
 اس کی فقاہت کی علامت ہے۔“

### قیام اللیل کرنے والے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اتنی دیر قیام فرماتے  
 کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم سوچ جاتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم  
 آپ اتنی دیر قیام کیوں فرماتے ہیں حالانکہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گزشتہ آئندہ  
 گناہ معاف فرمادیے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[أَفَلَا أُحِبُّ أَنْ أَكُونَ عَبْدًا شَكُورًا.]

”کیا میں پھر شکر گزار بندہ بننے کی خواہش و رغبت نہ کروں۔“

### قنوت نازلہ کرنے والے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

[قَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ الرُّكُوعِ شَهْرًا.]

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلسل ایک ماہ رکوع کے بعد قنوت فرمائی۔“

### حج کرنے والے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۰ھ میں اپنی وفات سے صرف تین مہینے پہلے صحابہ  
 کرام رضی اللہ عنہم کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ حج ادا کیا جو حجۃ الوداع کے نام سے مشہور

① مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة (۸۶۹) وابن خزيمة (۱۷۸۲)

② بخاری (۱۱۵۲) ومسلم (۱۱۵۹) ونسائی (۱۷۳۳) وابن خزيمة (۱۱۳۰)

③ بخاری، المغازی، باب غزوة الرجيع (۳۰۹۶)

و معروف ہے۔ اسی حجۃ الوداع میں عرفات کے میدان میں آپ پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتَيْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي﴾ [المائدة: 3]

”آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت کا اتمام کر دیا۔“

تلبیہ پکارنے والے

حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے مسجد ذوالحلیفہ میں نماز پڑھی اور قسواء (اونٹنی

کا نام) پر سوار ہو کر بیداء کے میدان میں ب آواز بلند تلبیہ کے یہ کلمات کہے:

[لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ  
الْحَمْدَ وَالنَّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ.]

”حاضر ہوں تیری خدمت میں اے اللہ! تیری خدمت میں حاضر ہوں،  
حاضر ہوں تیری خدمت میں تیرا کوئی شریک نہیں حاضر ہوں تیری خدمت  
میں بے شک تعریف اور نعمت تیرے لئے ہے اور بادشاہت بھی تیرے ہی  
لئے ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔“

رکن یمانی پر دعا کرنے والے

عبداللہ بن سائب سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو رکن یمانی اور حجر اسود کے

درمیان یہ دعا پڑھتے دیکھا:

﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ

النَّارِ﴾

”اے اللہ ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر

اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔“

② طبقات ابن سعد (۳۸۶/۱)

① صحیح مسلم، الحج (۲۹۵۰)

## میقات میں قیام کرنے والے

ذوالحلیفہ پہنچ کر آپ ﷺ نے نماز عصر قصر کر کے ادا فرمائی اور اس رات وہیں قیام کیا اس مقام کو بار علی کہا جاتا ہے۔

اگلے روز صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

[أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتٍ مِّن رَّبِّي فَقَالَ صَلَّى فِي هَذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقُلُّ عُمْرَةً فِي حَجَّةٍ.]

”آج رات میرے پاس رب کی طرف سے ایک آنے والا یعنی جبریل علیہ السلام آئے اور اس نے کہا۔ اس مبارک وادی میں نماز پڑھو اور حج میں عمرہ (داخل) ہے۔“

## بیت اللہ کی عظمت کے لیے دعا کرنے والے

جب آپ ﷺ نے بیت اللہ کو دیکھا تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا اے اللہ بیت اللہ کا شرف، عظمت و بزرگی و ہیبت زیادہ کر اور حج عمرہ کرنے والوں میں سے جو شخص اس کی تعظیم کرنے اس کی بھی نیکی و عظمت و ہیبت زیادہ کر۔

## بیت اللہ سے بتوں کو نکلنے والے

نبی ﷺ مکہ میں غلبہ و قوت کے ساتھ داخل ہوئے لوگ خوشی اور ناگواری سے اسلام لاتے رسول اللہ ﷺ نے اپنی سواری پر بیت اللہ کا طواف کیا حالانکہ کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے۔ آپ ﷺ نے یہ کیا کہ جب کسی بت کے پاس سے گزرتے تو اپنے ہاتھ کی لکڑی سے اس کی طرف اشارہ کرتے اور فرماتے: ﴿جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَّقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾ ﴿۱﴾ حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ باطل مٹنے ہی والا ہے، وہ بت اوندھے منہ گر پڑتا تھا۔

① بخاری، الحج، باب قول النبی العقیق واد مبارک (۱۵۳۳)

② طبقات ابن سعد (۳۸۲/۱) ③ طبقات ابن سعد حصہ (۳۵۵/۱)

## خطبہ حجة الوداع دینے والے

آپ نے لوگوں کے سامنے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

[إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ  
يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا.]

اے لوگو! تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر اسی طرح حرام ہیں جس  
طرح تمہارے اس دن عرفہ میں تمہارے اس مہینہ ذی الحجہ میں اور  
تمہارے اس شہر مکہ میں حرام ہیں۔

[أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمِي مَوْضُوعٌ  
وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ وَرَبَابَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ  
وَأَوَّلُ رَبِّبَا أَضْعُ رَبَابَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ  
مَوْضُوعٌ كُلُّهُ.]

یاد رکھو! زمانہ جاہلیت کی ہر چیز میرے قدموں کے نیچے ہے اور پامال و بے  
قدر ہیں۔ زمانہ جاہلیت کے خون معاف کر دیئے گئے ہیں، زمانہ جاہلیت کا  
سود معاف کر دیا گیا ہے اور سب سے پہلا سود جسے میں اپنے سودوں سے  
معاف کرتا ہوں عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے۔

[فَاتَّقُوا اللَّهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللَّهِ  
وَاسْتَحَلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللَّهِ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ  
لَا يُوطِئَنَّ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكَرَّهُوْنَهُ. فَإِنْ فَعَلْنَ ذَلِكَ  
فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبْرَجٍ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ  
وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ.]

اے لوگو! عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو، تم نے ان کو خدا کی امان کے

ساتھ لیا ہے یعنی ان کے حقوق کی ادائیگی اور ان کو عزت و احترام کے ساتھ رکھنے کا جو عہد خدا نے تم سے لیا ہے یا اس کا عہد جو تم نے خدا سے کیا ہے اسی کے مطابق عورتیں تمہارے پاس آئی ہیں، اور ان کی شرم گاہوں کو خدا کے حکم سے (یعنی فانکحوا کے مطابق رشتہ زن و شو قائم کر کے) اپنے لئے حلال بنایا ہے اور عورتوں پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں (گھروں) پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جس کا آنا تم کو ناگوار گزرے اور تم پر ان کا حق یہ ہے کہ تم ان کو اپنی استطاعت و حیثیت کے مطابق کھانے پینے کا سامان، مکان اور کپڑا دو۔

[وَقَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ إِنْ اِعْتَصَمْتُمْ بِهِ كِتَابَ اللَّهِ. وَأَنْتُمْ تُسْأَلُونَ عَنِّي فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ.]

لوگو! میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑتا ہوں جس کو اگر تم مضبوطی سے تھامے رہو گے تو میرے بعد (یا اس کو مضبوطی سے تھامے رہنے اور اس پر عمل کرنے کے بعد) تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے اور وہ چیز کتاب اللہ ہے اور اے لوگو! میرے بارہ میں تم سے پوچھا جائے گا کہ میں نے منصب رسالت کے فرائض پوری طرح انجام دیئے یا نہیں؟ اور میں نے دین کے احکام تم تک پہنچا دیئے یا نہیں؟ تو تم کیا جواب دو گے؟

اس موقع پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے (بیک زبان) کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے اس بات کی شہادت دیں گے کہ آپ ﷺ نے دین کو ہم تک پہنچا دیا اپنے فرض کو ادا کر دیا اور ہماری خیر خواہی کی اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا بایں طور کہ اسے آسمان کی طرف اٹھایا اور پھر لوگوں کی طرف جھکا کرتین مرتبہ یہ کہا کہ اے اللہ! اپنے بندوں کے اس اقرار اور اعتراف پر تو گواہ رہ اے اللہ! تو گواہ رہ۔

## روزہ رکھنے والے

ماہ رمضان المبارک کے روزے ہجرت کے اٹھارہ ماہ بعد شعبان کے مہینہ میں قبلہ کی تبدیلی کے دس روز بعد فرض کیے گئے۔ تو آپ ﷺ نے روزے رکھنے شروع کر دیے۔

## رسول اللہ ﷺ کی افطاری

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

[كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُفْطِرُ عَلَى رُطَبَاتٍ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ رُطَبَاتٌ، فَتَمْرَاتٌ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ تَمْرَاتٌ حَسَا حَسَوَاتٍ مِّنْ مَّاءٍ.]

”رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ نماز مغرب سے پہلے تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کرتے اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں تو چھوہاروں سے روزہ افطار کرتے اگر چھوہارے نہ ہوتے تو پانی چند گھونٹ پی لیتے۔“

## اعتکاف کرنے والے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

”نبی پاک ﷺ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کرتے حتیٰ کہ آپ ﷺ وفات پا گئے پھر آپ ﷺ کی بیویاں اعتکاف کرتی تھیں۔“

## عیدین منانے والے

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ سال میں دو تہواروں کو کھیل کود اور ہنسی مذاق کا اہتمام کیا کرتے تھے آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ”یہ دن کیسے ہیں“ لوگوں نے عرض کیا ہم قبل از اسلام ان دو تہواروں میں خوشی منایا

کرتے تھے اور کھیلتے کودتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کے بدلے میں دو بہترین دن عطا فرمائے ہیں اور وہ یہ ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ“۔<sup>①</sup>

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

[كَانَ يَلْبَسُ يَوْمَ الْعِيدِ بُرْدَةً حَمْرَاءَ]

”رسول اللہ ﷺ عید کے دن سرخ دھاریوں والی چادر زیب تن فرماتے تھے۔“<sup>②</sup>

## قربانی کرنے والے

جب یوم الترویہ ۸ ذی الحجہ ہوا تو لوگوں نے حج کا احرام باندھا رسول اللہ ﷺ نے ساٹھ اونٹ کھڑے ہو کر اپنے ہاتھ سے نخر کیے اونٹ کی گردن میں خاص مقام پر برچھی مار کر خون بہانے کو نخر کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے دو مینڈوں کی قربانی کی جو چٹکبرے اور سینگ والے تھے۔<sup>③</sup>

## عید کے دن آپ ﷺ کا معمول

آپ ﷺ عید الاضحیٰ میں نماز عید کے بعد قربانی کے گوشت سے کھانا تناول فرمایا کرتے تھے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ”آپ ﷺ قربانی کے دن (نماز عید سے) واپس پلٹنے تک کچھ تناول نہ فرماتے (لیکن یہ روزہ نہ تھا جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں)“<sup>④</sup>

## آپ ﷺ کی قربانی کے جانور

پیارے رسول ﷺ نے فرمایا: ”صرف دو دانٹا جانور کی قربانی کرو، ہاں اگر وہ تم پر مشکل ہو جائے (یعنی مل نہ رہا ہو یا اس کا خریدنا تمہاری طاقت سے بالاتر ہو) تو بھیڑ کا

① سنن النسائی، صلاة العیدین (۱۵۵۷)

② مجمع الزوائد (۱۹۸/۲) والصحیحۃ (۱۲۷۹) ③ طبقات ابن سعد (۳۸۳/۱)

④ سنن ابن ماجہ، أبواب ماجاء فی الصیام (۱۷۶۰) صحیح

جذعہ (کھیرا، جو ایک سال کا ہو) کرلو۔<sup>۱</sup>

پیارے رسول ﷺ نے فرمایا: ”قربانی میں چار قسم کے جانور جائز نہیں:

- ① کانا (بھینگا) جانور، جس کا کانپن واضح ہو۔
  - ② بیمار، جس کی بیماری واضح ہو۔
  - ③ لنگڑا، جس کا لنگڑاپن واضح ہو۔
  - ④ نہایت لاغر جانور، جس کے اندر گودانہ ہو۔<sup>۲</sup>
  - ⑤ وہ جانور جس کا کان آدھا یا آدھے سے زیادہ کٹا ہوا ہو۔<sup>۳</sup>
  - ⑥ خارش زدہ جانور اور دوسرا وہ جس کا تھن کٹا ہوا ہو۔<sup>۴</sup>
- نوٹ: آپ ﷺ نے خصی جانور کی قربانی بھی کی ہے۔<sup>۵</sup>

① صحیح مسلم (۱۹۶۳) ② سنن ابو داؤد (۲۸۰۲)  
 ③ ارواء الغلیل (۳۶۱/۳) ④ مجمع الزوائد (۱۹/۴)  
 ⑤ ابن ماجہ (۳۱۲۲)



## غزوات و سرایا نبویہ ﷺ

### امیر کی اطاعت کا حکم دینے والے

رسول اللہ ﷺ نے تعصب دور کرنے جماعت کی وحدت قائم رکھنے اور حکمران کی اطاعت کا حکم دیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص امیر کی اطاعت سے نکل گیا اور جماعت سے الگ ہو کر مر گیا وہ جاہلیت کی موت مرا جو شخص تعصب کے اندھے جھنڈے کے نیچے لڑا اس کا غیظ و غضب بھی عصبیت کی بناء پر ہے۔ اور دعوت بھی عصبیت کی طرف ہے۔ وہ مارا گیا تو اس کی موت بھی جاہلیت والی ہوگی جو شخص میری امت کے خلاف خروج اور بغاوت کرتا ہے نیک کو بھی مارتا ہے اور برے کو بھی نہ اسے مومن کے قتل کی پرواہ ہے نہ کسی ذمی کے عہد کی اس کا مجھ سے اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔“

آپ ﷺ نے فرمایا:

[اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَإِنِ اسْتَعْمَلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ  
كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيْبَةٌ.]

”امیر کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو چاہے ایک حبشی غلام تمہارا امیر بنا دیا گیا ہو جس کا سر منقہ جیسا ہو۔“

① صحیح مسلم، الأمانة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن (۱۸۳۸-۶۷۸۶)

② صحیح بخاری، الأحكام، باب السمع والطاعة للأمام (۷۱۳۲)

## جنگی تلواروں والے

لوگ دنیا کی عارضی زندگی کے لیے کتنا مال و دولت اکٹھا کرتے ہیں مگر مرتے وقت سب یہیں پہرہ جاتا ہے جو وہ مال چھوڑ کر مرتا ہے اس کو ”ترکہ“ کہتے ہیں۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ کی جب وفات ہوئی تو ان کے ”ترکے“ میں بھی گیارہ تلواریں تھیں۔ جن میں سے بعض عزم کی مشہور ترین تلواریں تھیں۔ ان تلواروں کے نام کچھ یوں ہیں۔

① ماثور: آپ ﷺ کی تلواروں میں سے سب سے پہلی تلوار ہے جو آپ ﷺ کو آپ کے والد صاحب کے ترکے سے ملی۔

② العضب: جب آپ ﷺ بدر کو چلنے لگے تو سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کی۔

③ ذوالفقار: یہ تلوار آپ ﷺ کی تمام تلواروں میں سب سے زیادہ مشہور ہے۔ یہی وہ تلوار ہے جس کے بارے میں آپ ﷺ نے اُحد کے روز خواب دیکھا تھا۔ یہ تلوار عاص بن منبہ کافر کی تھی جو آپ ﷺ کو بدر کے مال غنیمت سے ملی۔ حضور اکرم ﷺ کو اس تلوار سے بہت محبت تھی۔ اس کے دستے اور کندھے پر چاندی جڑی تھی آپ ﷺ کی اس تلوار کے ساتھ والہانہ محبت کا اعلان تھا۔ یہ تلوار آپ ﷺ کی ملکیت میں آنے کے بعد پھر کبھی آپ ﷺ سے جدا نہ ہوئی۔

④ قلعی: یہ آپ ﷺ کو ”قلع“ نامی جگہ سے ملی۔

⑤ البتار: بہت خوب کاٹنے والی۔

⑥ الحتف: موت۔

⑦ المخدم: کاٹنے والی۔

⑧ الرسوب: یعنی جسم میں گھس کر ڈوب جانے والی۔

⑨ التقضیب: تیز دھار والی تلوار۔

⑩ الضمضامۃ: کاٹنے والی اور ایسی مضبوط جو کبھی مڑ نہ سکے۔

⑪ اللحیف: یعنی ادھیڑنے والی۔

## غزوات میں شرکت کرنے والے

آپ ﷺ نے زندگی میں جو کل غزوات لڑے

① غزوہ بواط:- (ربیع الاول ۲ھ) نبی کریم ﷺ کے ساتھیوں کی تعداد ۲۰۰ تھی اور دوسری طرف امیہ بن خلف سے رضوی اور بواط سے واپسی پر قریش کا قافلہ اور امیہ بن خلف سے سامنا ہوا ان کی تعداد ۱۰۰ تھی۔

② غزوہ سفوان یا بدر اولیٰ: (ربیع الاول ۲ھ) نبی کریم ﷺ نے ۷۰ ساتھیوں سمیت کرز بن جابر کا جو اہل مدینہ کے مویشی لوٹ کر لے گیا تھا سفوان تک تعاقب کیا مگر وہ ہاتھ نہ لگا۔ نبی ﷺ واپس تشریف لائے۔

③ غزوہ بدر الکبریٰ: (رمضان ۲ھ) میں نبی کریم ﷺ نے ۳۱۳ جانثاروں کے ساتھ ابو جہل کی مدینے سے باہر مدافعت کی جو (۱۰۰۰) ایک ہزار کا لشکر لے کر آ رہا تھا مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے فتح دی۔ نتیجے میں دشمن کے 70 آدمی مارے گئے اور 70 قیدی بنا لیے گئے۔ اور مسلمانوں سے 14 صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو شہادت کی موت نصیب ہوئی۔

④ غزوہ السویق: (۲ ذی الحجہ) میں ابوسفیان (۲۰۰) دو سو سواروں کے ساتھ مدینہ آیا اور دو مسلمانوں کو شہید کیا اور پھلدار درختوں کو کاٹ کر چلا گیا تو نبی ﷺ نے دو سو (۲۰۰) ساتھیوں کے ساتھ دشمن کا تعاقب کیا مگر ہاتھ نہ آیا۔

⑤ غزوہ ذی امر یا غزوہ غطفان یا غزوہ انمار: (ربیع الاول ۳ھ) میں نبی کریم ﷺ نے 450 ساتھیوں کے ساتھ مظاہرہ کیا جس کی وجہ سے بنو ثعلبہ اور بنو محارب جو جمع

① بحوالہ: زرقانی (۳۷۸)

ہوئے تھے کہ مدینے پر حملہ آور ہوں منتشر ہوں گے۔

⑥ غزوہ احد: (۶ شوال ۳ھ) میں 650 پیادہ نے نبی کریم ﷺ کی قیادت میں احد کے مقام پر دشمن کا مقابلہ کیا جن کی تعداد کل 3000 تھی۔ جن میں 2800 پیادہ اور 200 سوار تھے۔ اس مقابلے میں مسلمانوں کو سخت نقصان اٹھانا پڑا مگر کفار مرعوب ہو کر نتیجہ میں ناکام ہوئے۔ جس میں 70 مسلمان شہید ہوئے اور 40 قیدی بنا لیے گئے اور کفار میں سے 30 قتل ہوئے۔

④ غزوہ بدر الاخری: (ذی قعدہ ۲ھ) نبی کریم 1500 پیادہ اور 10 سواروں کے ساتھ نکلے تو دشمن ابوسفیان 2000 پیادہ اور 50 سوار کو مکہ سے لڑائی کی غرض سے لیکر طیران یا عسفان تک آیا پھر واپس لوٹ گیا۔ تو نبی کریم ﷺ بھی واپس تشریف لے آئے۔

⑧ غزوہ بنو مصطلق یا مرسیع: (۳ شعبان ۵ھ) نبی کریم ﷺ نے بنو مصطلق والوں سے جنگ کی، دشمن کو شکست ہوئی، دشمن کے 190 قیدی ہوئے سب چھوڑ دیے گئے اور 10 قتل ہوئے اور مسلمانوں میں سے ایک شہید ہوا۔

⑨ غزوہ احزاب یا خندق: (شوال ذی قعدہ ۵ھ) نبی کریم ﷺ کے ساتھیوں کی تعداد 3000 تھی اور دشمن کی تعداد ابوسفیان اموی کی قیادت میں 10000 تھی۔ مسلمانوں سے 6 شہید ہوئے اور دشمن کے دس قتل کر دیے گئے۔ دشمن ناکام ہو کر واپس لوٹ گیا۔

⑩ غزوہ بنو قریظہ: (ذی الحجہ ۵ھ) میں مسلمانوں کا بنو قریظہ یہودی قبیلہ سے معرکہ ہوا مسلمانوں کے 4 شہید ہوئے اور یہودی دشمن کے 200 قیدی ہوئے اور 400 قتل کر دیے گئے۔

⑪ غزوہ بنی لحيان: (ربیع الاول ۶ھ) رسول اللہ ﷺ نے دو سو سواروں کے ساتھ بنو

- طیان شاخ ہذیل پر چڑھائی کی مگر دشمن بھاگ گیا۔ مقابلہ نہیں ہوا۔
- ۱۲) غزوہ ذی قردہ یا غابہ: (ربیع الاول ۶ھ) 500 صحابہ نے مع سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ شرکت کی بنو غطفان کی طرف۔ دشمنوں کا ایک قتل ہوا۔ اور مسلمانوں میں سے ایک عورت قید ہوئی اور تین شہید ہوئے۔
- ۱۳) غزوہ خیبر: (۷ھ محرم) میں 1400 آدمی اور 20 عورتوں نے شرکت کی اور دشمن کی تعداد 10000 تھی جو خیبر کے یہود تھے کناز بن ابوالحقیق کی قیادت میں دشمن کے 93 قتل ہوئے اور مسلمانوں کے 50 نوجوان زخمی ہوئے اور 18 یا 19 شہید ہوئے۔
- ۱۴) غزوہ وادی القریٰ: (محرم ۷ھ) نبی کریم ﷺ نے 1382 صحابہ کرام کے ساتھ خیبر سے واپسی پر ذی القریٰ کے یہودیوں سے خفیف مقابلہ کیا۔ ایک مسلمان شہید ہوا۔ اور دشمن کے 11 قتل ہوئے۔
- ۱۵) غزوہ فتح مکہ: (رمضان ۸ھ) 10000 مسلمانوں نے شرکت کی لیکن مکہ والوں نے صلح کر لی۔ فوج کے ایک دستے سے مزاحمت ہوئی دو مسلمان شہید ہوئے اور دشمن کے 12 قتل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے فتح ہوئی۔
- ۱۶) غزوہ حنین یا اوطاس یا ہوازن: (شوال ۸ھ) میں 12000 مسلمانوں نے بنو ہوازن بنو ثقیف اور مضر بنو حسم کی طرف چڑھائی کی۔ دو مسلمان شہید ہوئے۔ اور دشمن کے 6000 قیدی ہوئے اور 17 قتل ہوئے۔ مسلمانوں کو فتح ہوئی۔
- ۱۷) غزوہ طائف: (شوال ۸ھ) میں نبی کریم ﷺ 12000 صحابہ کے ساتھ بنو ثقیف کا محاصرہ کیا مقابلہ نہیں ہوا۔
- ۱۸) غزوہ تبوک: (رجب ۹ھ) نبی کریم ﷺ نے 30000 کالاء لشکر لے کر قیصر ہر قل کی طرف چڑھائی کی لیکن سرحد پر مظاہرے کر کے دشمن کو مرعوب کرنے کے

بعد واپس ہوئے۔

## مال غنیمت تقسیم کرنے والے

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت کو مسلمانوں کے درمیان تقسیم کیا۔

میدان جنگ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف چہرہ مبارک کر کے ہاتھ پھیلا کر جو دعائیں تھی اللہ تعالیٰ نے وہ قبول فرمائی اور اب مجاہدین واپس گھروں کو پلٹ رہے تھے تو مشرکین کے چھوڑے ہوئے راشن سے سیر ہو کر کھا رہے تھے۔ ان کے جوتے پہن کر اور ان کی سواریوں پہ سوار ہو کر پلٹ رہے تھے۔ جو بدن سے ننگے تھے وہ چادروں اور کپڑوں سے لدھے ہوئے مدینہ کو واپس آ رہے تھے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یعنی عام مسلمانوں کے مفاد کے لیے رکھا اور باقی مجاہدین میں تقسیم کر دیا۔

## فتح کے لیے دعا کرنے والے

حضرت اُبی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اتحادی فورسز کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا کی:

[اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ، سَرِيعَ الْحِسَابِ، اهْزِمِ

الْأَحْزَابَ وَزَلْزِلْ بِهِمْ.]

”اے کتاب نازل کرنے والے جلد حساب لینے والے اے اللہ اتحادی

فورسز کو شکست سے دوچار کر اے اللہ ان کو حزیمت دے ان کو جھنجھوڑ کر رکھ

دے۔“

① ابن حبان ۴۷۵۵ و إسنادہ حسن لذاتہ

② بخاری، المغازی باب غزوة الخندق وهي الأحزاب (۴۱۱۵)

## صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا لشکر خيبر کی طرف بھیجنے والے

حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں بھی اللہ کے رسول ﷺ کے ہمراہ خيبر کی طرف جہاد کے لیے نکلا تھا صہبا خيبر کے نشیب میں ایک مقام ہے جب ہم وہاں پہنچے تو اللہ کے رسول ﷺ نے وہاں عصر کی نماز ادا کر کے سفر کا کھانا طلب فرمایا مگر ستو کے سوا کچھ موجود نہ تھا۔ وہی آپ کی خدمت میں حاضر کر دیا گیا۔ آپ ﷺ نے اسے بھگونے کا حکم دیا اور پھر وہی کھایا اور ہم سب نے بھی کھایا۔ ﴿۱﴾

خيبر کھجوروں کے باغات سے مالا مال علاقہ ہے یہ شہر مدینہ منورہ سے ۱۸ کلومیٹر کے فاصلے پر شمال میں ہے یہاں کے یہودی مدینہ منورہ میں قائم مقام اسلامی ریاست کو ملیا میٹ کرنے کے لیے لگاتار سازشوں میں مصروف رہتے تھے یہاں کا سردار اسلام بن الحقیق ہی مشرکین مکہ اور بنو غطفان کو تیار کر کے مدینہ پر حملہ کے لیے لایا تھا۔ اندر سے بنو قریظہ کو یہودیوں کو تیار کیا تھا اور یوں مل ملا کے غزوہ احزاب وجود میں آیا تھا۔ غزوہ احزاب میں کامیابی اور پھر صلح حدیبیہ کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے طے کر لیا کہ ان موذی دشمنوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا جائے۔ مسند احمد کی صحیح روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے مدینہ کا انتظام و انصرام حضرت سباع بن عرفطہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا، اور خود غزوہ خيبر کیلئے نکل پڑے۔ ﴿۲﴾

## پہلے جہاد و امداد کو دینے والے

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خيبر کے روز اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا یہ جھنڈا میں کل اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ میں اللہ نے فتح رکھی ہے۔ وہ شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں۔ اب صورتحال یہ ہو گئی کہ لوگوں کی رات اس سوچ میں گزر گئی کہ دیکھیں کل

﴿۱﴾ بخاری، المغازی، باب غزوة خيبر (۴۱۹۰) وابن حبان (۱۵۵)

﴿۲﴾ مسند احمد (۲/۷۳۲۵) (۸۵۷۳) اسنادہ صحیح

جھنڈا کس کو ملتا ہے پھر جب صبح ہوئی تو سارے لوگ اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہر ایک یہی آس لگائے ہوئے تھا کہ جھنڈا اس کو مل جائے آپ ﷺ نے فرمایا:

[أَيْنَ عَلِيٍّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ؟]

”علی بن ابی طالب کہاں ہے“

عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ ان کی تو آنکھیں خراب ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: انھیں میرے پاس بلا لاؤ۔<sup>۱</sup>

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا ان کی آنکھیں خراب تھیں۔ میں انھیں اللہ کے رسول ﷺ کے پاس لایا۔<sup>۲</sup> جب انھیں لایا گیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے اپنا لعاب مبارک ان کی آنکھوں میں لگا دیا اور ان کے لیے دعا بھی کی حضرت علی رضی اللہ عنہ ایسے ٹھیک ہو گئے جیسے ان کی آنکھوں میں کوئی تکلیف تھی ہی نہیں اب اللہ کے رسول ﷺ نے انھیں پرچم عطا فرمایا۔

پرچم تھام کر حضرت علی رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے اے اللہ کے رسول ﷺ میں ان سے اس وقت تک جنگ کروں گا جب تک وہ ہمارے جیسے مسلمان نہ ہو جائیں اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اسی طرح اپنے عزم پر ڈٹے ہوئے میدان میں جاؤ پھر انھیں اسلام قبول کرنے کی طرف بلاؤ انھیں اللہ کے اس حق کے بارے میں آگاہ کرو جو ان پر واجب ہے۔ اللہ کی قسم تمہارے ذریعے اللہ تعالیٰ کسی ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے تو وہ تمہارے لیے سرخ اونٹ سے بہتر ہے۔<sup>۳</sup>

۱ بخاری، المغازی، باب غزوة خيبر

۲ مسلم، الجهاد، باب غزوة ذي قرد و غيرها

۳ بخاری، المغازی، باب غزوة خيبر (۴۲۱)



## عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے والے

حدیبیہ کے دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی بیعت کس لیے تھی۔ اس بارے میں روایات مختلف ہیں امام بخاری رضی اللہ عنہ نے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے موت پر بیعت کی تھی۔ عثمان رضی اللہ عنہ چونکہ قریش کے ہاں قید میں تھے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف سے خود بیعت کی اور فرمایا: عثمان رضی اللہ عنہ اور اس کے رسول ﷺ کے کام سے گئے ہیں اس لیے ان کی طرف سے بیعت کرتا ہوں۔ اور اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر مار کر فرمایا یہ عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہے۔ عثمان بن وہب نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا بیعت الرضوان سے عثمان رضی اللہ عنہ کی غیر حاضری کے بارے میں عرض کیا کہ اگر وادی مکہ میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کوئی آدمی معزز ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجتے آپ ﷺ نے جب عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ روانہ کر دیا تب بیعت الرضوان واقع ہوئی۔ اسی لیے آپ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کے بارے میں فرمایا: یہ عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے اور اسے اپنے دوسرے ہاتھ پر مار کر فرمایا یہ عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہے۔

## سپہ سالاروں کو وصیت کرنے والے

رسول اللہ ﷺ سپہ سالارانِ جیش کو وصیت کی کہ وہ حارث بن عمیرہ کے قتل کی جگہ پر پہنچیں اور وہاں موجود مشرکین کو اسلام کی دعوت دیں۔ اگر قبول کر لیں تو پھر ان پر حملہ نہ کریں۔ اور اگر نہ قبول کریں تو پھر اللہ سے مدد مانگیں اور ان سے قتال کریں۔ آپ ﷺ نے ان سے یہ بھی کہا کہ تم لوگ اللہ کا نام لے کر اس کی راہ میں جہاد کرو اور ہر اس شخص سے قتال کرو جو کفر کی راہ اختیار کرتا ہے۔ کسی کو دھوکہ نہ دو۔ اور کسی بچے کو قتل نہ کرو۔ اگر مشرک دشمن تمہارے سامنے آئیں تو انھیں تین باتوں میں سے ایک کی طرف

① صحیح بخاری، المغازی (۶۲-۳) الترمذی (۲۷۶)

بلاؤ۔ اور ان میں سے جس بات پر بھی راضی ہو جائیں اسے قبول کر لو۔ اور ان پر حملہ نہ کرو۔ اور ان کے مسلمان ہو جانے کی صورت میں ان کو کہو کہ وہ دارالمہاجرین مدینہ منقل ہو جائیں۔ اور ایسا کرنے کی صورت میں ان کے حقوق دیگر مہاجرین جیسے ہوں گے۔ اور ان کی ذمہ داریاں مہاجرین جیسی ہوں گی۔ اور اگر اسلام لانے کے بعد اپنے شہر و علاقہ میں ہی رہنا چاہیں تو ان کی حیثیت دیہاتی مسلمانوں جیسی ہوگی۔ اور ان پر اللہ کے احکام نافذ ہوں گے۔ اور اگر دائرہ اسلام میں داخل ہونے سے انکار کر دیں تو ان سے جزیہ دینے کو کہو۔ اگر مان جائیں تو ان سے جزیہ لینا قبول کر لو اور ان پر حملہ نہ کرو۔ اور اگر جزیہ دینے سے انکار کر دیں تو اللہ سے مدد طلب کرو اور ان سے قتال کرو۔ اور اگر تم کسی شہر یا قلعہ کا محاصرہ کرو اور دشمن تم سے اللہ کے حکم کے مطابق معاملہ کرنے کی بات کریں تو ایسا نہ کرو بلکہ اپنے فیصلے اور صوابدید کے مطابق معاملہ کی پیش کش کرو اس لیے کہ تم نہیں جانتے کہ تم اللہ کے حکم اور فیصلہ کے مطابق معاملہ کر سکو گے یا نہیں۔ اور اگر تم کسی قلعہ یا شہر کا محاصرہ کرو اور مشرکین چاہیں کہ تم انھیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نام سے عہد و پیمان دے دو تو ایسا نہ کرو بلکہ اپنے اور اپنے ساتھیوں کے نام عہد و ذمہ دو اس لیے کہ اگر اللہ نہ کرے تم اس ذمہ کو نباہ نہ سکو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کے نام کا ذمہ نہ نباہ سکو۔

### فتح مکہ کے دن خطبہ دینے والے

فتح مکہ کے دوسرے دن رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے سامنے خطبہ دیا اللہ کی حمد و ثناء بیان کی مکہ کو اللہ نے حرم بنایا ہے۔ لوگوں نے اسے حرم نہیں بنایا ہے۔ کوئی آدمی جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے جاہل نہیں کہ یہاں کسی کا خون بہائے۔ یا کسی درخت کو کاٹے اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے قتال کو حجت بنائے تو اس سے تم

لوگ کہو کہ اللہ نے صرف اپنے رسول ﷺ کو اجازت دی تھی۔ اور اپنے رسول ﷺ کو بھی صرف چند ساعات کے لیے اجازت دی تھی۔ اور آج اس کی حرمت کل کی طرح لوٹ آئی ہے۔ ہر حاضر غائب کو خبر دے اس خطبہ کا سبب یہ تھا۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن بنی خزاعہ کو بنی بکر سے قتال کی اجازت دی تھی۔ چنانچہ انھوں نے بنی بکر والوں سے انتقام لیا۔ آپ ﷺ اس وقت مکہ میں تھے پھر آپ ﷺ نے تلوار چلانے سے منع فرما دیا۔ اس کے بعد ایسا ہوا کہ بنی خزاعہ والوں کو حرم میں ہذیل کا ایک آدمی مل گیا۔ جو رسول اللہ ﷺ کو سلام کرنے کے لیے جا رہا تھا۔ اس آدمی نے خزاعہ والوں کو دور جاہلیت میں نقصان پہنچایا تھا۔ اور خزاعہ کے لوگ اس کی تلاش میں تھے۔ خزاعہ نے اسے قتل کر دیا۔ اور تیزی سے رسول اللہ ﷺ کی طرف بڑھے تاکہ آپ ﷺ انھیں اس کی اجازت دے دیں۔ رسول اللہ ﷺ کو جب اس کی خبر ہوئی تو شدید ناراضی کا اظہار کیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کو ایسا ناراض ہوتے ہوئے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ خزاعہ کے لوگ دوڑ کر ابو بکر اور علی رضی اللہ عنہما کے پاس گئے اور ان سے سفارش کرنے کی درخواست کی انھیں ڈر ہوا کہ وہ ہلاک ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا کرنے کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا:

اللہ کے نزدیک سرکش تین لوگ ہیں ایک وہ آدمی جو حرم میں قتل کر دیا گیا، دوسرا وہ جس نے کسی اور کو حرم میں قتل کر دیا، اور تیسرا وہ جس نے دور جاہلیت کا انتقام اسلام کے بعد طلب کیا۔ اللہ کی قسم میں اس آدمی کی دیت دوں گا۔ جسے تم لوگوں نے ابھی قتل کیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی دیت ادا کر دی۔<sup>①</sup>

① صحیح بخاری، المغازی (۲۲۹۵) صحیح مسلم، الحج (۱۳۵۳)

## آخری ایام

۲۹ صفر گیارہ ہجری سوموار کو رسول اللہ ﷺ ایک جنازے میں بقیع تشریف لے گئے واپسی پر راستے ہی میں درد شروع ہو گیا یہ آپ کی مرض الموت کا آغاز تھا آپ ﷺ نے اسی حالت مرض میں کل ایام ۱۳ یا ۱۴ گزارے۔<sup>❶</sup>

### آخری باتیں

آپ ﷺ نے فرمایا: یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد (سجدہ گاہ) بنایا۔<sup>❷</sup>

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تم لوگ میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی پوجا کی جائے۔<sup>❸</sup>

آپ ﷺ نے فرمایا: کہ نماز، غلاموں اور لونڈیوں کا خیال رکھنا۔<sup>❹</sup>

### آخری نماز

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سوموار کو لوگ نماز فجر میں مصروف تھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ امامت فرما رہے تھے کہ اچانک رسول اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کا پردہ ہٹایا اور نماز میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفوں پر نظر ڈالی پھر تبسم فرمایا لوگوں نے سمجھا کہ آپ ﷺ نماز کے لیے تشریف لا رہے ہیں، اور صحابہ کرام [خوش

❶ سیرت ابن ہشام (۶۳۲/۴) ❷ بخاری، الصلاة، باب (۵۵) (۴۳۵)

❸ موطا مالک، الجامع (۱۶۹۶)

❹ ابوداؤد، الادب، باب فی حق المملوک (۵۱۵۶)

بھی تھے کہ آپ ﷺ کی طبیعت بحال ہو رہی ہے اور بیمار پرسی کی وجہ سے نماز توڑنے تک محسوس ہونے لگا مگر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز پوری کر لو پھر حجرے کے اندر تشریف لے گئے اور پردہ گرا لیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ پر کسی دوسری نماز کا وقت نہیں آیا۔

## رفیقِ اعلیٰ سے ملاقات

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے ایک بڑا پیالہ پڑا تھا۔ اس کے اندر پانی تھا۔ آپ ﷺ بار بار اس پیالے میں ہاتھ ڈبوتے اپنے چہرے پر گیلے ہاتھوں کو پھیرتے اور فرماتے:

[لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكْرَاتٍ.]

”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں بے شک موت کے وقت مشکلات ہوتی ہیں۔“

آپ ﷺ پر غشی طاری ہو گئی ذرا افاقہ ہوا تو آپ ﷺ کی نگاہیں گھر کی چھت کی جانب اٹھ گئیں اور آپ ﷺ نے فرمایا:

[فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى]

آپ ﷺ نے مذکورہ کلمہ تین بار ارشاد فرمایا۔ آخری بار جو ارشاد فرمایا تو ہاتھ بلند کیا

اور کہا:

[اللَّهُمَّ فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى]

”اے میرے اللہ اعلیٰ ترین دوست۔“

اس کے ساتھ ہی آپ ﷺ کا ہاتھ نیچے آ گیا۔ یہ آپ ﷺ کا آخری کلمہ تھا جو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ آپ ﷺ نے میرے گھر میں رحلت فرمائی۔ جس دن آپ ﷺ کی میرے گھر میں باری تھی اسی دن آپ ﷺ نے رحلت فرمائی اور جس دن اللہ نے میرے اور آپ ﷺ کے لعاب کو (مسواک کی صورت) میں یکجا کیا اس دوران

آپ نے انتقال فرمایا اور جب آپ ﷺ اس دنیا کو چھوڑ کر گئے تو آپ ﷺ کا سر مبارک میری ہنسی اور ٹھوڑی کے درمیان تھا۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

یہ واقعہ بارہ ربیع الاول گیارہ ہجری میں سوموار کے دن چاشت کے وقت پیش آیا اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ سال چار دن ہو چکی تھی۔

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ



# ایض صفا کے آئینے میں

نظر ثانی

محمد عظیم حاصل پوری

تالیف

مازاحق صدیقی

